SUB POSTMASTER
(L.S.G.)
LALAMUSA.

ارشادِ رحیمیہ

از شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمہ

ارشادِ رحیمیہ

در سلوک نقشبندیہ

از حضرت قدوۃ العارفین شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رح
(پدر بزرگوارِ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مرتبہ
پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی، پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی لٹ
صدر شعبۂ اردو۔ سندھ یونی ورسٹی۔ حیدرآباد

1959

Marfat.com

84266

بہ یادگارِ شفقت شعار

امام ربانی مجدد الف ثانی امام الشریعت والطریقت حضرتِ شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہٗ

ہر لحظہ جمالِ خود نوعِ دگر آرائی
شورِ دگر انگیزی، شوقِ دگر افزائی (جامیؒ)

آلودۂ اثم و عدوان — غلام مصطفٰے خان۔ جمعہ ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۹ھ
مطابق ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۵۹ء

مطبوعہ افتخار پریس۔ باہتمام "سراج الکتابت" حیدرآباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ رحیمیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، رحمۃ اللہ علیہ
(م ۱۱۷۶ھ) کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی
تصنیف ہے۔ آپ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ چار سال
کی عمر میں قرآن پاک پڑھا اور دس سال کے تھے کہ اپنے بڑے بھائی ابو رضا محمد علیہ الرحمۃ
(م ۱۱۰۱ھ) سے صرف و نحو، ادب، کلام، اصول، معقول وغیرہ علوم کی تکمیل
کر چکے تھے۔ پھر بارہ سال کی عمر میں مرزا محمد زاہد ہروی (م ۱۱۱۱ھ) سے حدیث و
فقہ وغیرہ کی تکمیل آگرہ میں کی۔ مرزا صاحب کا سلسلۂ تلمذ، صاحبِ اخلاقِ جلالی (م ۹۲۸ھ)
تک پہنچتا ہے۔ اسی لیے شاہ عبدالرحیم بھی اخلاقیات سے شغف رکھتے تھے اور ارسطو کی
حکمتِ نظری کے برعکس وہ حکمتِ عملی پر زور دیتے تھے۔ چنانچہ عقلِ معاد کی طرح عقلِ معاش
اور آدابِ معاملہ پر خاص نظر تھی۔ قرآن پاک کا متن بھی تحقیق و تفہیم سے پڑھتے پڑھاتے تھے
اس لیے علماء آپ کے خلاف تھے۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے ذوق کے کسی فن کی تطبیق قرآنی
آیات سے کرنے کے عادی تھے۔

Marfat.com

شاہ عبدالرحیم جب دس سال کے تھے تو حضرت خواجہ ہاشم نقشبندی بخاری علیہ الرح
...ے دہلی میں آپ کو اسم ذات کے مراقبے کی تلقین فرمائی تھی (صفحہ ۲۷) اور بارہ یا تیرہ سال کے س
جب حضرت زکریا علیہ السلام نے خواب میں یہی تلقین فرمائی تھی[۱] حضرت خواجہ عبداللہ خواجہ خو
رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۴ھ) سے بھی آپ نے استفادہ کیا لیکن انہی کے فرمانے پر آپ نے حضر
آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ امام ربانی قدس سرہ) کے خلیفہ حافظ قاری سید عبد ال
رحمۃ اللہ علیہ سے (صفحہ ۸) بیعت کی۔ لیکن "دراں ایام کہ اورنگ زیب در اکبر آباد بود، میر
میرزا زاہد ہروی محتسب لشکر تحصیل می کردم۔ بایں تقریب ہمراہ والد خود بہ اکبر آباد رفتم
و بسید عبداللہ بسبب مراخصت (اُم خود) سید عبدالرحمن ہماں جا بودند۔ دراں محل ایشاں
را عارضہ مرض پیش آمد و برحمت حق پیوستند"[۲] گویا بالکل ابتدائی ایام میں (غالباً ۱۰۶۹ھ)
سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ اس لیے شاہ صاحب سلسلۂ قادریہ میں
حضرت خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے[۳] وہ توکل میں شدت
فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ شاہ عبدالرحیم کو ان کے ہم سبق شیخ حامد نے فتاوی عالمگیری کی
تدوین میں کسی تنخواہ پر شریک کرنا چاہا تو خلیفہ صاحب نے سخت مخالفت کی۔ حالانکہ
والدہ ماجدہ حمایت فرما رہی تھیں۔ خلیفہ صاحب نے البتہ اکبر آباد میں سید عظمت حسینی (م ۱۰۸

۱۔ انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ صفحہ ۵ (دہلی ۱۳۳۵ھ)۔ ۲۔ ایضاً صفحہ
۳۔ ایضاً صفحہ ۲۰۔ ۴۔ ایضاً صفحہ ۲۸۔ الفرقان (بریلی) کے شاہ ولی اللہ نمبر سے
بھی حالات میں مدد لی ہے۔

Marfat.com

لنے کے لئے فرمایا تھا جن سے اُنھیں کچھ تبرکات حاصل ہوئے ۔

نقشبندیہ سلوک: اس کے اذکار مصطلحات اور توجہ وغیرہ کے متعلق یہ رسالہ تصر ہونے کے باوجود بہت نافع اور جامع ہے ۔ اسباق کی تفصیل نہیں ہے اور اکثر رگوں نے اپنی تصانیف میں ایسا ہی کیا ہے۔ کیونکہ یہ چیز سفینے سے زیادہ شیخ کامل کے ینے سے حاصل ہوتی ہے۔ رسالے کے صفحہ ۵۰ پر صوفیہ کے ایک قول کو حدیث کہا ہے ۔ ا، حدیث اولیا ہی سمجھنا چاہیے ۔

یہ رسالہ مع ترجمہ بہت مدت ہوئی حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ رحمہ کے نواسے سید ظہیر الدین (عرف سید احمد) نے دہلی سے شائع کیا تھا۔ ہم نے رجمے میں ایک آدھ لفظ تبدیل کیا ہے، تاکہ یہ یادگار بھی باقی رہے ۔ البتہ اشعار کا منظوم ترجمہ اب کیا گیا ہے۔ اور اس میں ہمارے کاتب ذوقی صاحب نے بھی کوشش لی ہے جو اہل شوق بھی ہیں ۔ ترجمے کا پروف عزیز گرامی پروفیسر سخی احمد ہاشمی صاحب اور عزیزم انیس الدین انصاری صاحب نے دیکھا ہے۔ اللہ پاک ان سب کو جزائے خیر دے !

احقر غلام مصطفیٰ خان ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ہو بہ حقیق والصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ محمد الشفیق کما ہو بہ ملیق وعلیٰ آلہ واصحابہ
الذین غاصوا فی بحر التوحید واظہروا فرائد الدرر من لجۃ
التعمیق۔ **اما بعد**۔ می گوید قلیل البضاعت وکاسد الصناعت الراجی
من اللہ الکریم محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین الاویسی نقشبندی غفر اللہ لہ و
لوالدیہ ولاستاذہ ومرشدہ کہ دریں اوراق کلماتے چند کہ سالک ایں طریقہ شریفہ
علیہ را وقوف بروے لازم است بیان کنم شاید کہ اہل دولتے را بہرہ ازیں حاصل
شود۔ بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ۔ ایں فقیر بدیں نعمت عظمیٰ
داخل شود۔ رباعی :۔

باایں ہمہ بیحاصلی و ہیچ کسی　　　درماندہ بنارسائی و بوالہوسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف و ثنا اللہ جل شانہٗ کے لئے ہے جیسی چاہیے اور صلوٰۃ و سلام اُس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ پر جب تک کہ ایک پڑھے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین اور اُن کے آل و اصحاب پر جنھوں نے دین کی تائید میں خوب لگائی اور اچھے گوہر بے بہا دریا سے نکالے۔ اس کے بعد یہ بندہ کم مایہ امیدوار خدای کریم محمد عبید الرحیم بن وجیہ الدین اویسی نقشبندی اللہ مغفرت کرے اُس کی اور اُس کے والدین اور استادوں اور مرشدوں کی، کہتا ہے اور تحریر کرتا ہے چند کلمے جن سے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریفہ کے سالک کو لازم ہے بیان کرتا ہوں۔ شاید کسی خوش نصیب کو ان سے فائدہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیکی کا بتانے والا ایسا ہے جیسا وہ نیکی کرنے والا (یعنی دونوں کو ثواب برابر ہے۔) اس فقیر کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہو۔ رباعی:

ترجمہ:۔ بے حالی بے چارگی حاصل ہے مجھے　　مجبور ہوں بے شک ہوں میں دنیا سے

Marfat.com

دادیم نشانی ز گنج مقصود ترا   گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

وَاللهُ الْمُوَفِّقُ بِطَرِيْقِ السَّدَادِ

فصل ۱ - بدان اَیَّدَکَ اللهُ عَنْکَ وَاَبْقَاکَ که طریقه بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجه بهاء الحق والدین والشرع المعروف به نقشبند و خلفاء ایشان قدس الله تعالی ارواحهم - بعد از تصحیح عقیده اهل سنت و جماعت و اتیان اعمال صالحه و اتباع سنن ماثوره و اقتفاء آثار صحابه رضوان الله تعالی عنهم اجمعین و عزیمت در عمل و اجتناب از محظورات و مکروهات دوام عبودیت است - یعنی دوام حضور باحق سبحانه و تعالی ... است بے مزاحمت شعور غیر بلکه از شعور این شعور نیز علی مرور الاوقات من غیر فترة و تشتت عزیمة و این سعادت عظمی و نعمت انقی بے جذبه الهی که جذبة من جذبات الحق خیر من عبادة الثقلین میسر نیست و موثرترین اسباب حصول این جذبه صحبت برگزیده که سلوک وے بطریق جذبه باشد و حضرت به تجلی ذاتی شده باشد نیست و صحبت ... الا ذات موثرات و الا بسا کس سالها در صحبت اولیا ... عقیده ... اثر کمال ظاهر نشده و بسبب ترک ... اقتدا لی علیهم ... الثقلین افتاده - چنانچه در سنت الله جریان ست که آن صوری ... مادر و پدر تولد نمی تواند ولد

Marfat.com

دیتا ہوں میں یہ سراغِ گنجِ مقصود — گو میں نہیں پہنچا ہوں تو شاید پہنچے

(اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہِ راست کی)

فصل ۱

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور باقی باللہ بنا دے) کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاء الحق والشرع والدین نقشبند اور ان کے خلفاء قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے اور اتباعِ سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پیروی کرے اور اعمال میں عزیمت اختیار کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں ان سے بچے۔ ان سب باتوں کے بعد دوامِ عبودیت ہے یعنی دوامِ حضور حق سبحانہ سے اس طرح کہ شعورِ غیر کچھ اس میں مزاحمت نہ کرے بلکہ شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کرے [illegible] اور [illegible] کہ حق سبحانہ کے ساتھ دوامِ حضور رہے اور یہ سعادت تجلی ذاتیہ [illegible] جذباتِ الٰہی کے میسر نہیں وہ جو کہا ہے (اللہ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے) وہ یہی جذبہ ہے اور اس طریقہ [illegible] کو [illegible] کی صحبت سے سلوک بطریق جذبہ کے ہوا اور تجلی ذاتی سے [illegible] ہوا [illegible] زیادہ [illegible] اور [illegible] بزرگ کی صحبت جب اثر کرتی ہے اکثر لوگوں اور آداب کے ساتھ ہوا [illegible] اولیاء کی صحبت میں خفی ذکر کے ساتھ [illegible] ہے اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہیں [illegible] دنیا ترک سے [illegible] ہیں۔ جیسے [illegible]

Marfat.com

معنوی بے مرشد منعسر۔ قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس سرہٗ الشجرۃ التی تنبت بنفسہا لا ثمر لہا وان کان لہا ثمر ثم یکون بغیر لذۃ۔ واین فقیر را بظاہر وصلت بہ تلقین و اجازت از شیخ علی التحقیق بالاقتدار حقیق جامع مظہرات السبحان حافظ کلام الرحمن خواجہ سید عبداللہ است قدس سرہٗ۔ والیشان را از شیخ المشائخ حضرت شیخ آدم بنوری است والیشان را از مرشد زمانہ وشیخ یگانہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی است۔ والیشان را از ناشر طریقہ علیہ در بلاد ہند حضرت خواجہ محمد باقی است۔ والیشان را از حضرت خواجہ امکنگی است والیشان را از مولانا درویش محمد است والیشان را از مولانا محمد زاہد است۔ والیشان از قدوۃ الابرار خواجہ عبیداللہ احرار است والیشان از شیخ الشیوخ جامع المعقول والمنقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب چرخی والیشان را از قطب الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقۃ خواجہ بہاء الحق والدین المعروف بہ نقشبند۔ والیشان را در طریق نظر قبول بہ فرزندی از شیخ طریقہ خواجہ محمد بابا سماسی است۔ اما نسبت تربیت حضرت خواجہ قدس سرہٗ بہ حقیقت از روحانیت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی است۔ و نسبت ارادہ و صحبت و تعلیم بہ آداب سلوک و تلقین ذکر حضرت خواجہ را از حضرت امیر سید کلال است والیشان را از خواجہ

Marfat.com

معنوی بے مرشد کے دشوار ہے۔ (حضرت ابو علی دقاق قدس سرہٗ فرماتے ہیں یعنی جو درخت خود بخود اُگے اس میں میوہ نہیں ہوتا۔ اور جو ہوتا ہے تو اس میں لذت نہیں ہوتی) اور اس فقیر کو ظاہر میں وصل تلقین و اجازت کا اُن سے ہے جو تحقیق شیخ ہیں۔ اور اقتدار کے لائق ہیں جامع ہیں مظہرات بیان کے اور حافظ کلام رحمن کے وہ حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ ہیں۔ اور اُن کو شیخ المشائخ حضرت شیخ آدم بنوریؒ سے ہے۔ اور اُن کو مرشد زمانہ اور شیخ یگانہ مجدد الفؒ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کابلیؒ سے ہے۔ اور اُن کو جو ہند میں اس طریقہ علیہ کو پھیلانے والے ہیں حضرت خواجہ محمد باقیؒ سے۔ اور اُن کو حضرت خواجہ امکنگیؒ سے اور اُن کو مولانا درویش محمد سے اور اُن کو مولانا محمد زاہد سے۔ اور اُن کو قدوۃ الابرار عارف معارف باللہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے ہے۔ اور ان کو شیخ الشیوخ جامع معقول اور منقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب چرخی سے۔ اور اُن کو قطب الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقہ خواجہ بہاء الحق والدین المعروف نقشبند سے اور ان کو نظیر قبول بہ فرزندی شیخ طریقت خواجہ محمد بابا سماسیؒ سے ہے۔ مگر تربیت کی نسبت حقیقۃ میں روحانیت سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ہے۔ اور نسبت ارادت اور صحبت اور سلوک اور تلقین ذکر کی حضرت امیر سید کلال سے ہے اور اُن کو خواجہ

Marfat.com

محمد بابا سماسی است۔ وایشان را از خواجہ علی رامیتنی۔ وایشاں را از خواجہ محمود انجیر فغنوی۔ وایشان را از خواجہ عارف ریوگری۔ وایشاں را از خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ سر حلقۂ خواجگانند۔ وایشاں را از خواجہ امام ربانی ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی۔ وایشان را از خواجہ علی فارمدی طوسی است کہ از کبار مشائخ خراسانند و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در علم باطن از ایشاں است۔ وایشاں را از شیخ ابوالقاسم گرگانی۔ و شیخ ابوالقاسم را انتساب در علم باطن بہ دو جانب است۔ یکے شیخ ابوالحسن خرقانی و دیگر را شیخ ابویزید بسطامی است وولادت شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابویزید بودہ۔ و تربیت شیخ ابویزید بحسب باطن و روحانیت بودہ نہ بظاہر و صورت۔ و نسبت ارادہ شیخ ابویزید بحضرت امام جعفر صادق است رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ و بہ نقل صحیح ثابت شدہ است کہ ولادۃ شیخ ابویزید نیز بعد از وفاۃ حضرت امام است و تربیت حضرت امام وے را بحسب معنی و روحانیت بودہ است بہ بحسب ظاہر و صورت۔ و حضرت امام جعفر صادق را رضی اللہ تعالےٰ عنہ، چنانچہ شیخ ابوطالب مکی قدس سرہٗ در قوت القلوب آوردہ دو نسبت ثابت است یکے بہ والد بزرگوار خود امام محمد باقر۔ وایشان را بوالد بزرگوار خود امام محمد زین العابدین علی بن الحسین است۔ ایشاں را بوالد بزرگوار خود امام حسینؓ وایشان را بوالد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہما اجمعین وایشان را بہ حضرت رسالت پناہ

Marfat.com

محمد بابا سماسیؒ سے ہے۔ اور اُن کو خواجہ علی رامیتنی سے اور اُن کو خواجہ محمود انجیر فغنویؒ سے۔ اور اُن کو خواجہ عارف ریوگریؒ سے اور اُن کو خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے جو سرحلقہ خواجگان ہیں۔ اور اُن کو خواجہ امام ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانیؒ سے۔ اور اُن کو خواجہ علی فارمدی طوسیؒ سے جو خراسان کے بڑے مشائخ میں ہیں۔ اور حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ کو تربیت علم باطن میں انہیں سے ہے۔ اور اُن کو شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ سے اور شیخ ابوالقاسم کو علم باطن میں نسبت دو جانب سے ہے۔ ایک تو...... شیخ ابوالحسنؒ سے اور شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کو ابو یزید بسطامیؒ سے۔ اور شیخ ابوالحسن کی ولادت شیخ ابو یزیدؒ سے مدت کے بعد ہے اور تربیت شیخ ابو یزیدؒ کی ان کو بسبب باطن و روحانیت ہے۔ ظاہر میں نہیں ہے۔ اور نسبت ارادت شیخ ابو یزیدؒ کی حضرت امام جعفر صادق سے ہے بقول المتاخرین۔ اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادت شیخ ابو یزید کی بعد وفات حضرت امام جعفر صادقؓ کے ہے۔ اور تربیت حضرت امامؓ کی شیخ ابو یزید کو بسبب معنی و روحانیت ہے بسبب ظاہر نہیں ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بموجب لکھنے شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ کے جو قوت القلوب میں لکھا ہے دو نسبت ثابت ہیں۔ ایک تو اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امام محمد زین العابدین علی بن الحسینؓ سے۔ اُن کو اپنے والد بزرگوار امام حسینؓ سے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے۔ اور اُن کو حضرت رسالت پناہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم۔ ومشائخ طریقت قدس سرہ سلسلہ نسبت ائمۂ اہل بیت را
رضی اللہ تعالےٰ عنہم از جہت نفاست وعزت وشرفے کہ دارد سلسلۃ الذہب
نام کردہ اند۔ ونسبت دیگر کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پدر
مادر حضرت امام است واز فقہاے سبعہ بودہ است وبے نظیر زمان خود در علم
ظاہر وباطن وے را نسبت ارادۃ باطن بہ سلمان فارسیؓ است رضی اللہ عنہ
ودے را باوجود شرف صحبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبت
باطن بہ امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نیز بودہ است۔ بعد از انتساب
بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس
سرہٗ در قدسیہ نوشتہ اند، اہل تحقیق برآنند کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ بعد
از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خلفار کہ بر امیر المومنین علی مقدم
بودہ اند ہم نسبت باطن تربیت یافتہ اند۔ وشیخ ابوطالب مکی قدس سرہٗ در قوت
القلوب فرمودہ اند کہ قطب الزمان در ہر عصرے الی یوم القیمۃ در مرتبہ ومقام
نائب مناب امیر المومنین ابوبکر صدیق است۔ وآن سہ دیگر اوتاد کہ فرو تر
از قطب اند نائب مناب آن سہ خلیفہ دیگر اند کہ امیر المومنین عمر وامیر المومنین
عثمان وامیر المومنین علی اند رضی اللہ تعالیٰ عنہم وشش دیگر از صدیقان نائب
مناب شش دیگر از عشرہ مبشرہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ ونسبت دیگر
شیخ ابوالقاسم گرگانی در ارادت باطن شیخ ابوعثمان مغربی ووے را بہ ابوعلی کاتب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور مشائخ طریقت قدس سرہٗ نسبت اہل بیت رضی
اللہ تعالیٰ عنہم کو بہ سبب نفاست اور عزت و شرف کے جو اُن کو حاصل ہے سلسلۃ
الذہب کہتے ہیں۔ اور دوسری نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا
سے ہے جو ساتویں فقہا میں سے ہیں اور زمانہ کے بے نظیر ہیں علم ظاہر و باطن
میں۔ اور اُن کو نسبت باطن سلمان فارسی رضی سے ہے رضی اللہ عنہ۔ اور ان کو
باوجود شرف صحبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن کی
نسبت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ بعد نسبت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حضرت امام متقی خواجہ محمد پارسا
قدس سرہٗ نے قدسیہ میں لکھا ہے، کہ اہل تحقیق کے نزدیک حضرت امیر المومنین علی کرم
اللہ وجہہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن خلفاء سے جو آپ سے پہلے خلیفہ
ہوئے ہیں نسبت باطن کی تربیت ہے اور شیخ ابوطالب مکی قدس سرہٗ نے قوت
القلوب میں فرمایا ہے کہ قطب زمان ہر زمانہ میں قیامت تک مرتبہ و مقام میں
نائب مناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق کا ہے۔ اور وہ تین اوتاد جو اس
قطب زمان سے نیچے ہیں وہ نائب مناب اُن تین خلیفوں کے ہیں یعنی امیر المومنین حضرت
عمر اور امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہم کی۔ اور باقی چھ
صدیق اور نائب مناب الباقی چھ عشرہ مبشرہ کے ہیں رضوان اللہ عنہم اجمعین۔ اور دوسری
نسبت ارادت باطنی شیخ ابوالقاسم گرگانی کی شیخ ابوعثمان مغربی سے اور ان کو ابوعلی کاتب

Marfat.com

و وے را بہ ابو علی رودباریؒ۔ و وے را بہ جنید بغدادیؒ۔ و وے را بہ سری سقطیؒ
و وے را بہ معروف کرخیؒ۔ و شیخ معروف را دو نسبت واقع است۔ یکے بہ داؤد
طائیؒ۔ و وے را بہ حبیب عجمی۔ و وے را بہ حسن بصری۔ و وے را بہ امیر المومنین
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و ایشان را بہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم۔ و دیگر شیخ معروف را نسبت ارادت بحضرت امام علی موسیٰ رضا است
و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام موسیٰ کاظمؒ۔ و ایشان را بہ والد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی آخر النسبۃ کما مر۔ از بیان سلسلۂ این
مشائخ قدس اللہ ارواحہم معلوم می گردد اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ
مذکور اند اویسی بودہ اند۔ و معنی اویسی آن است کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین
عطار قدس اللہ سرہٗ گفتہ اند "قومے از اولیاء اللہ باشند کہ ایشان را
مشائخ طریقت و کبراء حقیقت اویسیان نامند و ایشان را در ظاہر حاجت
بہ پیرے نبود۔ زیرا کہ ایشان را حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم، یا روح ولی
از اولیاء حق در حجرۂ عنایت خود پرورش می دہد بے واسطۂ غیرے۔ چنانچہ
اویسؒ را داد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این مرتبۂ عالی تا کرا دہند۔
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ و بسیارے از مشائخ طریقت
را در آوان سلوک توجہ بہ این مقام بودہ است۔ چنانکہ شیخ ابو القاسم گرگانی
طوسی کہ سلسلۂ شیخ ابو الجناب نجم الدین کبری بہ ایشان می پیوندد و شیخ

Marfat.com

اور اُن کو ابو علی رودباریؒ سے۔ اور اُن کو جنید بغدادی سے اور ان کو سری سقطی سے۔ اور اُن کو معروف کرخیؒ سے اور شیخ معروف کرخیؒ کو دو طرف سے ہے۔ ایک تو داؤد طائیؒ سے۔ اُن کو حبیب عجمی سے اور اُن کو حسن بصری سے اور ان کو امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف کرخی کو حضرت امام علی موسیٰ رضاؓ سے ہے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظمؓ سے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر نسبت تک جیسے اوپر بیان کیا گیا۔ اِن مشائخؒ کے سلسلہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ اویسی ہوئے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اویسی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ میں کچھ ایسے اولیاء ہیں کہ اُن کو مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت اویسی کہتے ہیں۔ اُن کو ظاہر میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُن کو حضرتِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیاء اللہ میں سے کسی اور ولی کی رُوح اُن کو اپنی آغوشِ عنایت میں پرورش کرتی ہے کسی دوسرے کے وسیلہ اور واسطہ کے بغیر۔ جیسے حضرت اویس قرنیؓ کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور یہ بلند مرتبہ جس کو خدا دیدے (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے) اور اکثر مشائخ طریقت کو زمانہ سلوک میں اس مقام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ جیسے شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسیؒ کو کہ سلسلۂ شیخ ابوالجناب نجم الدین کبریٰ کا اُن سے جا ملتا ہے۔ اور شیخ

Marfat.com

ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی وغیرہم۔ و اویسی را در سلوک و وصول به فیض ربانی و تجلیاتِ رحمانی ارواحِ مقدسہ وسایط می باشند۔ اما در طریقِ جذبہ کہ طریق وجہِ خاص است ہیچ واسطہ درمیان نہ بود۔

فصل ۲۔ بدان اَعطاکَ اللہُ و ایّانا مَعَارِجِ نِہایاتِ اَلکَمالات کہ طریقۂ سلوک وصول ایں طائفہ بر سہ گونہ است۔ اول طریقِ ذکر است و چون ذکر از روے لفظ و نطق کونی است و از روے مدلول ربانی پس برزخ است میانِ خلق و حق۔ و بہ سبب ذکر نوعِ ارتباطے حاصل خواہد شد کہ آں علمِ لدنی است خارج است از تعلیم و تعلم۔ و ذکرِ اسم ذات و نفی و اثبات بمنزلۂ ہجّا است مر طفل را کہ ہرگز بے ہجا ملکۂ قرارت حاصل نہ شود۔ و مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم از جملہ اذکار ذکر لا الٰہ الا اللہ را اختیار کردہ اند۔ و حدیث نبوی چنین وارد است کہ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ۔ و حجبِ روندگان نتیجۂ نسیان۔ و حقیقتِ حجاب انتقاش صورِ کونیہ است در دل۔ و درین انتقاش نفی حق و اثباتِ غیر است۔ پس از خلاص شرک خفی جز بہ ملازمت و مداومت بر معنی این کلمہ کہ نفی ماسواے حق و اثبات حق سبحانہٗ تعالےٰ حاصل نیاید۔ طریق ذکر آن است کہ لب برلب و زبان بہ کام چسپاند و نفس را در درون حبس کند چنان کہ بسیار تنگ نہ شود۔ و حقیقتِ دل کہ عبارت از اں لطیفہ

Marfat.com

ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور اُن کے سوا اور بھی اور اویسی کو سلوک میں وصول فیضِ ربانی اور تجلیاتِ رحمانی کا جو ہوتا ہے اُس میں ارواح مقدسہ واسطہ ہوتی ہیں لیکن جذبہ کے طریق میں کہ وہ ایک طریق وجہ خاص ہے کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا۔

فصل ۲۔ جان، اے سالک اللہ تعالےٰ تجھے اور ہمیں نہایاتِ کمال کی معراج عطا کرے کہ سلوک اور وصول کا طریقہ اِن بزرگوں کا تین طرح پر ہے۔ اول ذکر کا طریقہ ہے۔ اور چونکہ ذکر از روے لفظ و نطق کے کونی ہے (اس موجودات میں سے ہے) اور از روے معنی کہ ربانی ہے اس لیے یہ برزخ ہے یعنی بیچ میں ہے خلقت اور اللہ تعالےٰ کے۔ اور ذکر کے سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی جو سیکھے اور سکھائے سے نہیں آتا اور ذکر اسم ذات کا اول ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ ہجّوں کے ہے۔ جیسے پہلے بچّے جب تک ہجّے نہ کریں پڑھنا نہیں آتا۔ اور مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے سب ذکروں میں ذکر لا الٰہ الا اللہ کا اختیار کیا ہے۔ اور حدیث شریف میں یوں آیا ہے کہ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور سالکوں کا حجاب نسیان کا نتیجہ ہے اور حجاب کے یہ معنی ہیں کہ موجودات کی صورتیں دل پر نقش ہوں۔ اور جب دل میں موجودات کی صورتیں نقش ہوں تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات ہوا۔ تو شرکِ خفی سے خلاص جبھی ہوتا ہے جب اس کلمہ کے معنی پر ہمیشہ رہے۔ اور لازم کرے کہ اس کلمہ میں حق کا اثبات اور غیر کی نفی ہے۔ ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ لب کو لب پر۔ اور زبان کو تالو سے لگائے اور سانس کو روکے۔ مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے۔ اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ

Marfat.com

دراکرست کہ در طرفۃ العین اورا بہ آسمان رفتن وتمام عالم سیر کردن میسّر است۔ از ہمہ اندیشہا خالی سازد دل را بدل مجازی کہ گوشت پارہ ایست بر صورتِ صنوبری جانب چپ متوجہ گردد و بذکر کردن مشغول گردد برین نہج کہ کلمۂ لا الٰہ را از جانب راست ... ناف کشد یا از کتف راست حرکت دادہ ...... تا براست ... و کلمۂ الا اللہ سخت بر دلِ صنوبری زند۔ چناں کہ حرارتِ او ... قلب برسد و محمد رسول اللہ را از جانب چپ تا بجانب راست برود ... نفی وجود جمیع محدثات را بہ نظر فنا مطالعہ کند۔ یعنی چوں بداں ... لا الٰہ اِلّا اللہ برابر این بخیال اندیشہ معنی لا موجود تصور ... اشیاء را وخود را درین اندیشہ محو کند و در طرفِ اثبات ... حق سبحانہ تعالےٰ را بہ نظرِ بقا ملاحظہ نماید۔ یعنی چوں الا اللہ ... کند انچہ موجود است حق است۔ و طریقِ اسم ذات آنست ... بر قلب صنوبری شدہ اسم مقدس اللہ بمدِ تام وشدِّ تمام ... تا ناف می کشند و بہ زبانِ دل ذکر می گویند با ملاحظہ معنی بے چون۔ یعنے اکبراے این طریقت عقبِ ہر ذکر این معنی را ملاحظہ می کنند کہ توئی مقصود و توئی موجود۔ و بعضے صورت پیر در خیال نیز تصور ... کنند۔ و گفتہ اند باز داشتن نفس در وقتِ ذکر سبب آثارِ لطافت است و مفید شرح صدر است

ذرا ایسے ایسا کہ پلک مارتے تیرا آسمان پر پہنچ جائے اور تمام عالم میں پھر آئے بسبب اندیشوں سے خالی کرے۔ اور اس کو دلِ مجازی کی طرف کہ وہ ایک گوشت کا ٹکڑا صنوبری شکل ہے ... طرف کو متوجہ کرے اور ذکر کرنے میں مشغول کرے۔ اس طرح کہ کلمہ لا الٰہ کو ناف کے ... داہنی طرف سے کھینچے۔ پھر داہنے مونڈھے کو حرکت دے کر بائیں مونڈھے پر پہنچائے اور کلمۂ اِلّا اللّٰہ کو زور سے دلِ صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اس کی حرارت تمام اعضا میں پہنچے اور محمد رسول اللّٰہ کو بائیں طرف سے داہنی طرف لے جائے۔ اور طرف نفی میں تمام موجودات کو فنا کی نظر سے دیکھے۔ یعنی جب دل میں لا الٰہ اِلّا اللّٰہ کہے تو اس کے برابر خیال یہ کرے کہ لا موجود یعنی کوئی موجود نہیں۔ تمام اشیاء کو دور اپنے تئیں ملا دے اور اثبات کی طرف حق سبحانہٗ تعالےٰ کو بقاء کی نظر سے ملاحظہ کرے۔ یعنی جب اِلّا اللّٰہ کہے تو یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے۔ اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللّٰہ کے اسم مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر زبان سے کھینچے اور دل کی زبان سے ذکر کرتے ہیں اور بعض اس کے معنی خیال میں رکھتے ہیں اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس ذکر کے پیچھے یہ لحاظ میں رکھتے ہیں کہ تو ہی مقصود ہے اور تو ہی موجود ہے اور بعضے اپنے پیر کی تصور میں رکھتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت سانس کو روکنا سبب ہے آثارِ لطف کا۔ اور شرح صدر کو مفید ہے۔

Marfat.com

واطمینانِ دل است۔ و مؤثر است در نفیِ خواطر و عادت کردن بہ باز داشتن نفس بہ سبب وجدانِ حلاوت عظیم است و بہ واسطۂ مطالعہ جمیع مکنونات بہ نظرِ فنا و مشاہدۂ وجود قدیم حق سبحانہٗ بہ نظرِ بقا و ملازمت برایں ذکر حقیقتِ توحید در دلِ ذاکر قرار گیرد و چشمِ بصیرت وے کشادہ گردد تا او را میان شرع و عقل و توحید ہیچ تناقض نہ نماید و دریں مقام ذکرِ صفت لازم دل گردد۔ بعد ازاں بجائے رسد کہ حقیقتِ ذکر با جوہرِ دل یکے شود و ہیچ لذتِ غیر نماند و ذکر در مذکور فانی گردد چوں بارگاہِ دل از زحمتِ اغیار خالی گردد بحکم لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ مُؤْمِنٍ۔ جمالِ سلطانِ اِلَّا اللّٰہ تجلی نماید و حکمِ وعدۂ اُذْکُرُکُمْ مجرد از لباسِ حرف و صوت و خاصیت کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ آشکارا شود تا کہ وجودِ روحانیت باقی است و بمرتبۂ فنا نہ رسیدہ است۔ آن ذکر بہ حقیقتِ خفیہ نیست۔۔۔ و چوں بہ حقیقتِ فنا برسد آنجا بود کہ باطن او از نفی بالیستد و بجز از اثبات نتواند و ذکرِ او اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ شود۔ و انچہ حقیقتِ کلمہ و سر اوست بہ رسد۔ و حَقِیْقَۃُ الذِّکْرِ عِبَارَۃٌ عَنْ تَجْلِیَۃِ الْحَقِّ سُبْحَانَہٗ لِذَاتِہٖ بِذَاتِہٖ مِنْ حَیْثُ الْاِسْمِ الْمُتَکَلِّمِ اِظْھَارًا لِلصِّفَاتِ الْکَمَالِیَۃِ وَوَصْفًا بِالنُّعُوْتِ الْجَمَالِیَۃِ وَالْجَلَالِیَۃِ

84266

Marfat.com

اور دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ اور دل میں خطرات نہ آنے کیلئے بہت اچھا ہے اور سانس روکنے کی عادت کرلے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی ہے یہ سبب مطالعہ کرنے تمام مکنونات و موجودات کے فنا کی نظر سے اور حق سبحانہٗ کے وجودِ قدیم کے مشاہدہ کرنے کے بقا کی نظر سے اور اُس پر مداومت کرنیسے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قرار پکڑتی ہے اور اسکی بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے کہ اسکو شریعت عقل اور توحید میں کچھ تناقض نہیں معلوم ہوتا۔ اور اس مقام میں ذکر دل کی صفت لازم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ایسے مقام میں پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل ایک ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ اندیشہ نہیں رہتا اور ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل کی بارگاہ اغیار سے خالی ہوتی ہے تو اس حدیث قدسی کے بموجب (میری زمین اور میرا آسمان میری وسعت نہیں رکھتی لیکن بندۂ مومن کے دل میں میری وسعت ہے) سلطانِ "الا اللہ" کا جمال تجلی کرتا ہے اور (میں تمہارا ذکر کروں) کے وعدہ کا حکم حرف آواز کے لباس سے مجرد آشکار ہوتا ہے۔ (ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے مگر اللہ کا وجہ) کی خاصیت ظاہر ہوتی ہے جب تک ذرہ بھی حدوث کا وجود باقی ہے اور فنا کے مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے حقیقت میں وہ ذکر غیبیہ نہیں ہے اور جب فنا کی حقیقت کو پہنچے تو وہاں اس کا باطن نفی سے ٹھہر جاتا ہے اور سوائے اثبات کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے اور جو کلمہ کی حقیقت اور سر سے اُسے پہنچتا ہے۔ اور اس کلام کی حقیقت کو سمجھتا ہے کہ (ذکر عبارت ہے اللہ کی تجلی لِذاتہٖ بذاتہٖ سے اسمِ متکلم کی حیثیت سے واسطے ظاہر کرنے صفات کمالیہ کے اور وصف کرنے ساتھ صفات جمالیہ اور جلالیہ کے)

Marfat.com

اول تجلے کہ بر سالک آید در مقامات سلوک تجلی افعال بود کہ آن را محاضرہ خوانند ۔ وآنگاہ تجلی صفات شود کہ آنرا مکاشفہ خوانند وآنگاہ تجلی ذات شود آن را مشاہدہ خوانند ۔ وحضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہ سلسلۂ مشائخ ما قدس اللہ ارواحہم بہ ایشان می پیوندد چنین فرمودہ اند کہ طالب را باید شب و روز مستغرق لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ باشد خواب و بیداری بر گفت وے تفقد کند ۔ ودست از نوافل نمازہا وذکرہا وتسبیحہا بدارد واختصار بر ایں کلمہ کند جائے کہ علم لدنی وحکمت الٰہی بود خدمت بہ نفل زحمت باشد ودر قطع علائق مخلوقات ہیچ آلتے از افعال واذکار ظاہری وباطنی کامل وشافی تر از قولِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نیست ۔ ونیز مشائخ گفتہ اند اگرچہ دل بذکر گویا گردد از سعی در ذکر می باید ایستاد علی الخصوص پیش از صبح وبعد عصر ونماز شام ۔ وحضرت خواجہ امام علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند کسے کہ دوام دولتِ ایمان طلبد باید کہ در ہر جائے وہر کارے عادت وے گفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بود ظلمتِ شرک خفی ہموارہ باین کلمہ دُور کند ۔ وہم ایشان فرمودہ اند کہ بیداریِ دل را درجات ہست وبیداری میسر نمی شود اِلا بہ اقتصاد واقتصاد دوامِ ذکرست در نوم ویقظہ

Marfat.com

مقاماتِ سلوک میں پہلی تجلی جو سالک پر آتی ہے وہ تجلی افعال ہوتی ہے اس کو محاضرہ کہتے ہیں۔ پھر تجلی صفات ہوتی ہے جسے مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور پھر تجلی ذات ہوتی ہے اُس کا نام مشاہدہ ہے۔ اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارھم کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ یوں فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الٰہ الا اللہ میں مستغرق رہے۔ اپنا سونا اور جاگنا سب اُس پر صرف کرے۔ اور نفل نمازوں اور ذکروں اور تسبیحوں سے باز رہے۔ فقط لا الٰہ الا اللہ میں تصرف کرے۔ جو جگہ علم لدنی اور حکمت الٰہی کی ہے، وہاں نفلوں سے خدمت کرنی زحمت ہے۔ اور مخلوقات سے قطع کرنے میں کوئی آلہ ظاہری و باطنی اعمال و اذکار میں کامل تر شافی تر "لا الٰہ الا اللہ" سے نہیں ہے۔ اور یہ بھی مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جائے تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نہ رہے۔ علی الخصوص صبح سے پہلے اور عصر اور شام کے بعد اور حضرت خواجہ امام علی حکیم ترمذی نے فرمایا ہے کہ جو اپنے ایمان کی دولت ہمیشہ چاہے وہ اپنے ہر کام میں اور ہر جگہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کی عادت کرلے۔ ہمیشہ شرک خفی کی ظلمت اس کلمہ سے دور کرتا رہے۔ اور یہ بھی انھوں نے فرمایا کہ بیداری دل کے بہت درجے ہیں اور دل کی بیداری میسر نہیں ہوتی مگر اقتصاد سے اور اقتصاد کیا ہے؟ دوام ذکر ہی سوتے جاگتے

Marfat.com

وبعضے مشائخ ذکر لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ را اختیار کردہ اند و مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ را درِ وے مضمر می دارند۔ ومشائخ ما قدس اللہ ارواحہم کلمہ تمام را می گویند۔ وقال حجۃ الاسلام گمان مبر کہ روزنِ دل بہ ملکوت بے خواب وبے مرگ کشادہ نگردد کہ ایں چنیں نیست۔ بلکہ اگر بہ بیداری کسے خویشتن را ریاضت کند ودل را از دستِ غضب وشہوت واخلاقِ بد ونا بائیستِ این جہان بیرون کند وجائے خالی بہ نشیند وچشم فراز کند وحواس را معطل سازد ودل را بملکوت مناسبت وہد۔ اللہ اللہ اللہ بر دوام گوید بدل نہ بزبان تا چناں شود کہ از خویشتن واز ہمہ عالم بے خبر شود واز ہیچ چیز خبر نہ داشتہ باشد۔ چوں چنیں شود اگرچہ بیدار باشد آن روزن کشادہ شود۔ انچہ دیگراں در خواب بیند وے بہ بیداری بیند۔ ارواح وفرشتگان در صور تہائے نیکو وے را پدید آیند وپیغامبران علیہم السلام را دیدن گیرد واز ایشاں فائدہا گیرد ومددہا یابد وملکوت آسمان وزمین بوے نمایند وکسے را کہ راہ کشادہ باشد کار عظیم بیند کہ در حد وصف نیاید واما در بدایتِ کار تکلفِ مجاہدہ وریاضات درکار است چناں کہ قولہٗ تعالےٰ:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا یعنی از ہمہ چیز ہا

Marfat.com

اور بعضے مشائخ نے ذکر لاالٰہ اِلااللہ اختیار کیا ہے اور محمد رسول اللہ کو اُس میں مضمر رکھتے ہیں اور ہمارے مشائخ قدس اللہ ارواحہم پورا کلمہ کہتے ہیں۔ اور حجۃ الاسلام نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل کا روزن ملکوت کی طرف بغیر سونے اور بغیر مرنے کے نہیں کھلتا۔ کیونکہ یہ بات ایسی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی بیداری میں ریاضت کرے اور دل کو غضب اور شہوت اور اخلاقِ بد سے اور اس جہان کے بُرے کاموں سے بچائے اور ایک خالی جگہ پر بیٹھے اور آنکھیں بند کرے اور حواس معطل کرے اور دل کو ملکوت سے مناسبت دے اور اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہے۔ زبان سے نہیں۔ اس قدر کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر ہو جائے اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے۔ جب ایسا ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت کی طرف کھل جاتا ہے۔ جو کچھ اور لوگ خواب میں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھ لیتا ہے۔ ارواحیں اور فرشتے اچھی اچھی صورتوں میں اُسے نظر آتے ہیں۔ اور پیغمبران علیہم السلام کو دیکھنے لگتا ہے۔ اور ان سے فائدے حاصل کرتا ہے اُن سے مدد پاتا ہے اور ملکوتِ آسمان و زمین اس کو نظر آتے ہیں اور جس کا روزن کھل جاتا ہے وہ ایسے عظیم کام دیکھتا ہے جو تعریف سے باہر ہیں۔ لیکن ابتدا میں مجاہدہ کی تکلیف اور ریاضتیں ضروری ہیں۔ جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (یعنی سب چیزوں سے

Marfat.com

گستہ گردی. و ہمگی خود را بوے دہی و بہ تدبیر با مشغول نہ گردی.
کہ او سبحانہٗ خود کار راست کند رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ط چون وے را بہ وکیلی گرفتی تو فارغ شدی
با خلق میامیز. وَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ط
یعنی صبر کن بر انچہ اہل دنیا طعن و استخفاف کنند و ایشان را بگذار
گذاشتن نیک. این ہمہ تعلیم مجاہدہ و ریاضت است تا دل صافی شود
از عبادت خلق و از شہوات دنیا و از مشغل محسوسات و راہ صوفیان
این است. و این راہ نبوت است. گمان مبر کہ این حال بہ پیغمبران مخصوص
است. زیرا کہ ہر ہمہ آدمیان در اصل فطرت شائستہ آن است. كُلُّ
مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ الْاِسْلَامِ. عبارت ازین شائستگی
است. وَمَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ اِنَّ اللّٰهَ عِبَادًا يُشَاهِدُوْنَ فِيْ حَالِ
الْيَقْظَةِ مَا لَا يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ اَنْ يَرَاهُ اِلَّا فِيْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ يَهْتَدْ اِلٰی حَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ بِالنُّبُوَّةِ. و جملہ محققان مجاہدہ
اثبات کردہ اند و مر آن را بہ سبب مشاہدہ گفتہ اند و سہیل بن عبداللہ
مجاہدہ را علت مشاہدہ گفتہ است. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا. و قال جنید رحمۃ اللہ علیہ
الْمُشَاهَدَاتُ مَوَارِيْثُ الْمُجَاهَدَاتِ وَلَا يَسْتَقِيْمُ النِّهَايَاتُ

Marfat.com

کچھ علاقہ نہ رکھے اور بالکل اپنے تئیں اللہ کو سونپ دے اور نہ بیرول میں مشغول نہ ہو کہ اللہ آپ سب اُس کے کام بنا دے گا۔ (یعنی پروردگار مشرق اور مغرب کا نہیں کوئی معبود مگر وہی۔ پس اختیار کر تو اس کو وکیل) جب اُس کو وکیل کیا تو سینے فارغ ہوا۔ اب خلقت سے نہ مل (یعنی صبر کر جو اہل دنیا تجھ پر طعن کریں اور تیری حقارت کریں اور اُن کو چھوڑ دے اچھی طرح سے۔ یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لیے کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات کے مشغلہ سے۔ اور صوفیوں کا راستہ یہی ہے۔ اور یہ نبوت کی راہ ہے۔ اور یہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبران علیہم السلام ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ اس لیے کہ ہر آدمی اصل فطرت میں اس کے لائق ہے۔ (ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) کے یہی معنی ہیں۔ (جس کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو بیداری میں وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھتے مگر سونے کی حالت میں تو اُس نے ہدایت نہیں پائی ایمان بالنبوۃ کی حقیقت کی۔) اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت کیا ہے۔ اور اُسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے۔ اور سہل بن عبداللہ نے مجاہدہ کو مشاہدہ کی علت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جنھوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ میں البتہ ہم اُن کو اپنی راہ دکھاتے ہیں اور فرمایا حضرت جنید بغدادیؒ نے مشاہدے میراث ہیں مجاہدوں کی اور ہدایت حاصل

Marfat.com

اِلَّا بِتَصْحِیْحِ الْبِدَایَاتِ۔ وَنَحْوُ لَا تَیَسَّرَ اِلَّا تَبَرُّكُ الْعَادَاتِ وَهِجْرَانِ الْمَاْلُوْفَاتِ۔ بزرگان گفته اند تا صدق مجاہدت نه باشد صفائی نیز نه باشد ـــ طریقِ دوم توجه ہست و مراقبه واین طریق از طریقِ نفی واثبات اعلیٰ واقرب ہست به جذبه۔ واز طریقِ مراقبه به مرتبهٔ وزارت وتصرف در ملک وملکوت می توان رسید۔ واشراف بر خواطر ونظرِ موہبت نظر کردن وباطنی را منور ساختن ودوام به جمعیتِ خاطر وقبولِ دلها از دوامِ مراقبه ہست ودوام دولتِ مراقبه بے مقدمه قطع علائق وعوائق وصبر بر مخالفتِ نفس واحتراز از صحبتِ اغیار میسر نه گردد۔ ومراقبه آن ہست که آن بے چون وبے چگون که از اسم مبارک الله مفهوم می گردد بے واسطهٔ عبارتِ عربی وفارسی وعبری وغیره ملاحظه نماید۔ دلِ خود را از محلِ صنوبری دُور نه دارد۔ واین معنی را بجمیع مدارک وقویٰ ونگاه داشت نگاه کند۔ تا آن زمان که به سبب مداومت احضار تکلف از میان برخیزد۔ واگر درین معنی فتورے واقع شود به اسمِ ذات که الله ہست با توجه به آن معنی مشغول شود تا که ذکر بماند وہماں حقیقت ذکر حاصل شود۔ اما در ابتدا به واسطهٔ ضعفے که بقیه ہست دریافت این معنی میسر نمی شود۔ ولیکن بتدریج این معنی پرتو اندازد وچنان شود که

Marfat.com

نہیں ہوتی بغیر صحتِ نماز کے۔ اور یہ بات میسر نہیں ہوتی مگر عادتوں کے
ترک کرنے سے اور (الفت کی چیزوں کے جدا کرنے سے) بزرگوں نے فرمایا
ہے جبتک صدقِ مجاہدہ نہ ہوگا سِر کی صفائی نہ ہوگی۔ دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ
ہے۔ اور یہ طریق نفی واثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے اور جذبہ سے بہت قریب ہے
اور مراقبہ کے طریق سے پہنچتا ہے وزارت اور تصرف کے مرتبہ کو، ملک ملکوت میں
اور دلوں کے خطرے معلوم کرنے لگتا ہے۔ اور بخشش کی نظر کرنے کو اور کسی کا
باطن منور کر دینے کو اور دوام جمعیتِ خاطر اور دلوں کے مقبول ہونے کو یہ
امور اسی دوام مراقبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور دوام دولت مراقبہ بغیر پہلے ہونے
قطع علائق اور عوائق اور صبر کرنا مخالفت نفس پر اور بچنا اغیار کی صحبت سے حاصل
نہیں ہوتا۔ اور مراقبہ کیا ہے وہ بیچون وبیچگون کے معنی جو مبارک اسم اللہ سے مفہوم
ہوتے ہیں بے واسطے کسی عبارت عربی فارسی عبری وغیرہ کے دھیان میں رکھے اور اپنے دل
کو صنوبری مقام سے دور نہ رکھے اور اس معنی کو تمام مدرکوں اور قوتوں میں خواہ
نخواہ نگاہ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ رکھنا دور
ہوجائے۔ اور اگر اس معنی میں کچھ فتور واقع ہو تو اسم ذات یعنی اللہ کے معنی
کی طرف توجہ کے ساتھ مشغول ہو۔ اسی معنی سے کہ ذکر رہ جائے اور وہی حقیقت ذکر
کی حاصل ہو۔ لیکن ابتدا میں اس ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل
کرنا میسر نہیں ہوتا۔ مگر آہستہ آہستہ ہوجاتا ہے۔ اور ایسا ہوجاتا ہے کہ

Marfat.com

غیر این معنی در نظرِ بصیرت چیزے نہ نماید ہر چند کہ از خود خواہد کہ تعبیر کند نتواند اَنَا الحقُّ وَ ھُوَ الحقُّ ۔ وَھُوَ الحقُّ اَنَا الحق۔ شعر

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ | مابقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہمہ گلخنی

اے عزیز حق سبحانہٗ تعالےٰ نفسِ ناطقہ را استعدادے بخشیدہ است کہ ہر امرے کہ مستحق فی نفس الامر است روے از درنگ ہمان پذیرد۔ و ہر چیزیرا کہ نصب العین خود سازد حکم آن گیرد ع

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی | ور بلبلِ بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل ست اگر روزے چند | اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

و طریقے کہ نگاہداشت این آسان تر باشد آن ست کہ دم را زیر ناف حبس کردہ و زبان را بہ کام و لب را بر لب چسپانندہ نفس را حبس کند بر وجہے کہ دم در درون بسیار تنگ نہ شود و در بیرون آمدن و در درون آمدن نفس و مابین النفسین آگاہی باشد تا نفسی ازین شغل غافل نہ گردد۔ و در نسبتِ حضور مع اللہ فتورے واقع نہ شود تا برسد بہ آنجا کہ بے تکلف این نسبت حاضر دلِ او بود۔ و آگاہی صفتِ لازم دل گردد۔ چنانکہ بینائی در باصرہ و شنوائی در سامعہ۔ اگر کسے را چنان بخود آگاہ گرداند کہ از غایتِ آگاہی وصفِ شعور

اس کے معنی کے سوا اس کی لطافت کی تعبیر [illegible] اور [illegible] بیان نہیں کر سکتا۔ انا الحق بھی انا حق اور ہو الحق بھی انا الحق ہو جاتا ہے۔ شعر

اے برادر تو فقط اندیشہ ہے　　اور باقی استخواں یا ریشہ ہے
تو دگر گل سمجھے تو اک گلشن ہے تو　　خار گر سمجھے تو بس ایندھن ہے تو

اے عزیز حق سبحانہ تعالیٰ نے بعض [illegible] ہے کہ اگر کسی ایسے امر کی طرف جو فضول و لا یعنی ہے [illegible] تو اس کا رنگ قبول کر لیتا ہے اور جس چیز کو اپنا نصب العین [illegible] اس کا حکم [illegible] کرتا ہے۔

دھیان گل کا دل میں رکھ تو گل ہے تو　　اور اگر بلبل تجھے بلبل ہے تو
جز وہ تو کل ہے حق اگر چند روز　　کل کا اندیشہ کرے تو کل ہے تو

اور وہ طریق جس سے [illegible] نگاہداشت [illegible] آسان ہو جائے یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف سے [illegible] کرے اور [illegible] کو اوپر کی طرف لے جائے کہ سانس اندر جاتے [illegible] ہو اور سانس کے باہر آتے اور اندر جاتے اور دونوں [illegible] کے درمیان [illegible] کوئی سانس اس شغل سے غافل نہ ہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ میں کوئی فتور نہ آ جائے تو وہاں تک پہنچے کہ بے تکلف یہ نسبت اس کے دل میں حاضر ہو اور آگاہی دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکھوں میں بینائی اور کانوں میں شنوائی اگر کسی کو ایسا اپنے سے آگاہ کریں بغایت آگاہی کے سبب اس کو اپنی آگاہی کا کوئی شعور

Marfat.com

آگاہی اورا نماند نہایت استغراق است۔ و اوائل درین حال
یعنے را حواسِ ظاہرہ و باطنہ از ادراک امورِ محسوسہ و معقول معطل باشند
و نہایت بے خودی روے نماید و بعضے را باوجود آنکہ این معنی بکمالہ میسر
شود ہمہ حواس در کارِ خود باشند۔ و این حال اشرف و قوی است براوّل
اگر کسے را وقوفے بمقاصد اربابِ ولایت حاصل شدہ است یقین او خواہد
بود کہ شہود و حضور و مشاہدہ کہ اہلِ ولایت را می باشد عبارت از دوام
حصولِ یادداشت است۔ تعبیر ازان بہ آگاہی کردہ باشد۔ اگر درین مقام
چنان شود کہ از شعور این نسبت نیز بے شعور بود و بجز ہستی حق نسبت نماند
و اشتغال ظاہرہ مانع نیاید از وجودِ این نسبت مانع نیاید۔ از اعمال ظاہرہ
وصفِ ظاہری و شہودی از نظرِ دل برخیزد و چنان در بحرِ نیستی گم گردد، کہ
از و نہ فعل ماند و نہ صفت و اسم و نہ ذات این را بزرگان تعبیر بہ فنا ر
فنا کردہ اند اگر حق سبحانہٗ تعالےٰ اورا ازین مقام ترقی بخشد و بقا ر
بعد از فنا رساند از خود بہ محض عنایت نورے بخشد کہ بہ آن نور تواند
دید کہ مشاہدہ جز او جل ذکرہٗ نیست و اشیا ہمہ مظاہر و مجالی آنحضرت
است جل ذکرہٗ و این امر ملکہ وے گردد او را از جملہ بالغان شمردہ اند
و برائے تکمیل ناقصان مقرر شود۔ و اجازت کردہ اند بصحبت و تربیت
معتقدانِ این طریق۔ و در ہمین مقام اگر دل را تمکین حاصل شدہ است

نہ رہے نہایت استغراق ہے۔ اور اول اول اس حال میں بعضے کے حواس ظاہر اور حواسِ باطن امورِ محسوسہ اور معقولہ کے دریافت و معلوم ہونے سے معطل ہو جاتے ہیں۔ اور نہایت بیخودی ہو جاتی ہے اور بعضے کو یادو دیکھ بھی خوب کمال کے ساتھ حاصل ہو جاتے ہیں تمام حواس اپنے اپنے کام میں رہتے ہیں تو یہ حال پہلے حال سے بہت اشرف اور قوی ہے۔ اگر کسی کو اہلِ ولایت کے مقصدوں کا حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کرے گا کہ شہود نہ حضور و مشاہدہ جو اہلِ ولایت کو ہوتا ہے وہ دوام حصول یادداشت ہی ہے۔ اس کو آگاہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر اس مقام میں ایسا ہو جائے کہ اس نسبت کے شعور کا بھی شعور نہ رہے اور سوائے ہستی حق کے کوئی نسبت نہ رہے اور اشغالِ ظاہری اس کو اس نسبت سے مانع نہ ہوں اور اس کا حضور مانع نہ ہو ظاہری اعمال سے اور وصفِ شاہدی و شہودی اس کی نگاہ دل سے اٹھ جائے اور ایسے دریائے نیستی میں گم ہو جائے کہ اس سے نہ فعل رہے، نہ صفت و اسم اور نہ ذات اس کو بزرگوں نے فنا فنا سے تعبیر کیا ہے۔ اگر اس کو حق سبحانہٗ تعالیٰ مقام ترقی عطا فرمائے اور فنا کے بعد جو بقاء ہے اس پر اسے پہنچائے تو اپنی طرف سے بہ محض عنایت ایسا نور بخشتا ہے کہ اس نور سے وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوائے اللہ کے نہیں ہے اور کل اشیاء اس کے مظاہر در تجلی گاہ ہیں اور یہ امر اس کا ملکہ ہو جائے ایسے شخص کو اللہ والوں میں سے گنا ہے۔ پھر وہ ناقصوں کے کامل کرنے کو مقرر ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کی صحبت و تربیت کی اجازت دی جاتی ہے جو اس راستہ کے مستعد ہوں۔ اور اسی مقام میں اگر دل کو تمکین حاصل ہوتی ہے

حالش ہمہ شادی و فرح بود کہ کونین در جنبتِ او بمقدار خردل نیرزد۔ واگر نظر او براں بود کہ ہنوز چیزے ماندہ است کہ بہ آن نہ رسیدہ است حالش ہمہ شوق و قلق و اضطراب و اشتیاق کہ از ہیچ کاملے از انبیاء وغیر ایشان زائل نہ شدہ است۔ ہمیشہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ دوستانِ خود را دریں فرح و اندوہ و اشتیاق می دارد الیٰ میعادِ یوم اللقاء، زیرا چہ ہر لحظہ کہ بہ تجلی مشرف کنند بہ واسطۂ ایں تجلی استعداد دیگر حاصل شود الیٰ غیر النہایۃ لیس ہر چند کہ زلالِ تجلیات بیش تشنگی بیش۔ نہ اغاصنتِ آب حیاتِ حقیقی منقطع، و نہ عطش محبانِ جمال در نقصان و زوال۔ شعر

شَرِبْتُ الْحُبَّ کَأْسًا بَعْدَ کَأْسٍ　　فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَلَا رَوِیْتُ

طریقِ سوم۔ رابطہ آن ست کہ پیرے کہ بمقام مشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلیاتِ ذاتیہ متحقق گشتہ باشد دیدارِ وے بمقتضائے هُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ فائدۂ ذکر دہد۔ و صحبتِ وے موجب هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ۔ نتیجہ صحبتِ مذکور دہد۔ چوں صحبت چنیں عزیزے دست دہد واثر آن را در خود بیابد چندانکہ تواند آں را نگاہ دارد۔ و اگر حاضر نہ باشد صورتِ وے را در خیال آرد و چنان ربط نماید کہ بجز وجودِ آن عزیز ہیچ نماند۔ و از وجودِ خود منسلخ گردد و بوجودِ وے متصف گردد۔ و اگر دراں فتورے واقع شود باز بہ صحبتِ وے

تو اس کا یہ حال ہے کہ وہ سرتاپا خوشی و فرح ہے۔ دونوں جہان اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں۔ اور جو دل کی نظر اس پر ہے کہ ابھی کچھ رہ گیا ہے کہ اُسکے تئیں پہنچا ہے تو اُس کا حال تمام شوق و قلق اور اضطراب میں ہوتا ہے۔ اگر یہ اضطراب و اشتیاق کبھی کامل انبیاء اور غیر انبیاء سے زائل نہیں ہوا ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اس خوشی اور غم و اشتیاق میں رکھتا ہے قیامت تک۔ اس واسطے کہ جب اس تجلی سے مشرف ہوتا ہے تو اس تجلی کے سبب دوسری تجلی کی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح آگے ہوتی چلی جاتی ہے بے نہایت جس قدر تجلیات زیادہ ہوتی ہیں اشتیاق زیادہ ہوتا ہے۔

نہ اُدھر سے فیض کا آب حیات منقطع ہو نہ ادھر محبانِ جمال کی پیاس کم ہو۔ شعر

مئے الفت، چڑھاتا جا رہا ہوں   نہ چھلکتا ہے نہ میں اکتا رہا ہوں

تیسرا طریقہ رابطہ ہے۔ رابطہ اُسے کہتے ہیں کہ جو ایسا پیر ہو کہ مشاہدہ تام کو پہنچا ہو اور تجلیات ذاتیہ سے متحقق ہو۔ اُس کا دیدار بموجب (وہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو لوگ دیکھیں تو اللہ کا ذکر کریں) کے ذکر کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اس کی صحبت بموجب (وہ اللہ کے درباری ہیں) کے نتیجہ اللہ کی صحبت کا دیتا ہے۔ جب ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہو اور اس کا اثر اپنے میں پائے تو جس قدر ہو سکے اس کی حفاظت کرے۔ اگر موجود ہو تو اس کے دونوں ابرو کے درمیان نظر کرے اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اس عزیز کے اور کسی کی ہستی نہ رہے۔ اپنی ہستی سے نکل کر اس کی ہستی سے متصف ہو جائے۔ اور جو اس میں کچھ فتور واقع ہو جائے تو پھر اس کی صحبت میں

Marfat.com

رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو اندازد۔ وہمچنین مرۃ بعد اُخریٰ تا آن زمان کہ کیفیتِ معہودہ ملکۂ وے گردد۔ ودر غیبتِ آن عزیز صورتِ وے را درخیال گرفتہ جمیع قواے ظاہری و باطنی متوجہ قلبِ صنوبری گردد۔ ہر خاطری کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیتِ بیخودی روے نماید و ہیچ طریق ازیں اقرب نیست۔ بسیار باشد کہ چوں مرید را قابلیتِ آن باشد کہ پیر در وے تصرف کند در اول مرتبہ وے را بمرتبۂ مشاہدہ رساند۔ بزرگاں گفتہ اند۔ اِصْحَبُوْا مَعَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تُطِیْقُوْا مَعَ مَنْ اَصْحَبَ مَعَ اللّٰہِ۔ یعنی ہمتے دار کہ بہ آگاہی کہ پرتوے ہست از تجلّیِ ذاتی مشرف شدہ از تعلقِ کونین خلاص گردی۔ واگر طاقت این چنین کارے نداری آگاہ بہ کسانے باش کہ پرتو این تجلی مشرف شدہ اند۔ واز خود رہائی یافتہ۔ وہمت شریفۂ شان از تعلقِ غیر نجات یافتہ۔ آیۃ کریمہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اشارہ ہمیں ہست دکسے را کہ صفائی فطرت باقی باشد بہ اشارۂ صاحب دولتے کہ بشہودِ ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت ومحنت بسیار کشد۔ شعر

آنکہ بہ تبریز دید یک نظرش شمس دین ۔۔۔ طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ

فصل ۳۔ در بیان کلماتِ قدسیہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ سر حلقۂ سلسلۂ خواجگان اند۔ لاجرم الفاظِ مصطلحۂ ایشان دانستن طریقہ

Marfat.com

رجوع کرے تاکہ اُس کی برکت سے وہ امر حاصل ہوجائے۔ اسی طرح ایک بار دو بار تین بار کرے۔ جبتک وہ کیفیت معلومہ ملکہ نہ ہوجائے جبتک ایسا کرے اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو اُس عزیز کی صورت خیال میں لاکر سب قوائے ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جو خطرہ پریشان کرے تو اس کو دور کرے تاکہ بیخودی کی کیفیت حاصل ہو اور اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ نزدیک نہیں ہے۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرید میں اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر اس میں تصرف کرے تو پہلے ہی دفعہ میں مشاہدہ کو پہنچا دیتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ (اللہ کے ساتھ مصاحبت کرو۔ اگر ایسا نہ کرسکو تو اس کے ساتھ مصاحبت کرو جو اللہ کے ساتھ مصاحبت کرتا ہے۔ یعنی بہت رکھ کہ آگاہی ست جو ایک پرتوہ ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر تو نیں کے تعلق سے خلاصی پائے۔ اور جو ایسے کام کی طاقت نہیں آگاہ دُان لوگوں سے جو تجلی سے مشرف ہوئے ہیں اور اپنی خودی سے رہائی پا چکے ہیں۔ اور اُن کی ہمت شریف غیر کے تعلق سے نجات پائی ہوئی ہے (رہو تم صادقوں کے ساتھ) اسی طرف اشارہ ہے جس کی معنائی نظرت باقی ہو وہ ایسے صاحب دولت کے اشارے سے شہود ذاتی کو پہنچا جو تھوڑے عرصہ میں اس دولت کو پہنچ جاتا ہے بغیر محنت و ریاضت کے۔ شعر:-

تبریز میں جو ایک نظر میں مجھے ملا — چلے میں اور دہے میں بھی حاصل نہ ہوسکا

فصل ۳ بیان میں کلمات قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے جو سلسلۂ خواجگان کے سرحلقہ ہیں ان کی اصطلاح کے الفاظ جن سے ان کا طریقہ معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

این فوائد است موقوف است بر آنست که خواهد که سالکان این طریقه را از چاره
نیست. [illegible] و حضرت خواجه را صحبت با نسبت در آداب
نسبت [illegible] فوائد [illegible] خواجه اولیا [illegible] قدس سره نوشته مشتمل
بود [illegible] بر جمیع سالکان و مریدان است و از
جمله [illegible] است. این چند فقره [illegible] یادی [illegible] ترا
[illegible] علم و ادب و تقوی [illegible] تو باد که تتبع آثار صالحین
کنی و ملازم صحبت [illegible] باشی و [illegible] صوفیان جاهل
[illegible] یافت [illegible] آنکه امام [illegible]
طالب [illegible] شو [illegible]
[illegible] سیاحت [illegible]
[illegible] صحبت [illegible]
[illegible] پدید آورد
[illegible]
[illegible] شیر [illegible]
[illegible] دیگران [illegible]
صحبت [illegible] توانی [illegible]
شوی. و در طلب دنیا دین بباد دهی [illegible] شفقت

چند ضروری فائدے ہیں جو اس طریقہ کے سالکوں کو بہت ضروری ہیں۔ اس فصل
میں ہم بیان کرتے ہیں۔ اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ ہے آداب طریقت
میں جو انہوں نے اپنے فرزند معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کے واسطے لکھا ہے
[illegible] بہت بڑے فائدے [illegible] سب سالکوں اور مریدوں کو بہت ضرور
[illegible] ان وصیتوں میں سے یہ چند ایسے فقرے [illegible] لکھے جاتے
[illegible] وصیت کرتا ہوں [illegible] فرزند [illegible] تقوی کو ہر حال میں اپنے اوپر لازم
[illegible] علم [illegible] فقہ و حدیث سیکھو اور [illegible]
[illegible] جاہل صوفیوں سے [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مردوں اور عورتوں اور بچوں اور [illegible]
[illegible] حلال کی اور شبہ سے پرہیز کر اور [illegible]
[illegible] دنیا کی طلب میں دین [illegible] بہت [illegible] بزرگوں کو [illegible]

Marfat.com

نگری۔ و ہیچ فردے را حقیر نہ شمری۔ ظاہر خود را میارا سے کہ آرائش ظاہر
از خرابیِ باطن است۔ و با خلق مجادلہ مکن۔ و از کسے چیزے مخواہ۔ و کسے
را خدمت مفرمائے۔ و مشائخ را بہ مال و تن و جان خدمت کن و افعالِ
ایشاں را انکار منماے کہ منکر ایشاں ہرگز رستگاری نیابد۔ بہ دُنیا و
اہلِ دنیا مغرور مشو۔ باید کہ دلِ تو ہمیشہ اندوہگین باشد و بدنِ تو
بیمار۔ و چشم تو گریاں۔ و عملِ تو خالص و دعائے تو بتضرع و جامۂ تو
کہنہ، و رفیقِ تو درویش، و مایۂ تو فقر۔ و خانۂ تو مسجد، و مونسِ تو حق سبحانہٗ
و تعالےٰ"۔ و ہم از کلماتِ قدسیہ حضرتِ خواجہ ایں ہشت کلمات
است کہ بنای طریقۂ خواجگان قدس اللہ اسرارہم بر آن است۔ ہوش در
دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔
نگاہ داشت، یادداشت۔ و غیر ایں ہمہ پنداشت و پوشیدہ نہ ماند
کہ سہ کلمہ دیگر ہست از جملہ مصطلحات ایں طائفہ علیہ و آن وقوف زمانے
و وقوف عددی، و وقوف قلبی کہ جملہ یازدہ است۔ مولانا سعدالدین
کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ ہوش در دم۔ یعنی انتقال از نفسے بہ
نفسے می باید کہ از سر غفلت نہ باشد از سر حضور باشد و ہر نفسے کہ میزند
از حق سبحانہٗ و تعالیٰ خالی و غافل نباشد و حضرت خواجہ عبیداللہ احرار
قدس سرہٗ می فرمودہ اند کہ درین طریقہ رعایت و حفظ نفس مہم داشتہ اند
۔

Marfat.com

تطر سے دیکھ۔ اور کسی کو بھی حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی آرائش باطن کی خرابی کی وجہ سے ہے۔ خلقت سے جھگڑا نہ کر اور کسی سے کچھ نہ چاہ۔ اور کسی سے خدمت نہ لے۔ اور مشائخ کی مال وجسم وجان سے خدمت کر اور ان کے افعال کا انکار نہ کر کہ ان کا منکر ہرگز رہائی نہ پائے گا عذاب سے۔ دنیا اور دنیاداروں پر مغرور نہ ہو۔ چاہئے کہ تیرا دل ہمیشہ اندوہ گین رہے۔ اور تیرا بدن بیمار۔ اور آنکھیں روتی ہوئی۔ اور تیرا عمل خالص اور دعا عاجزی اور گڑگڑانے کے ساتھ اور کپڑے پرانے۔ اور تیرے رفیق درویش اور تیری پونجی فقر۔ تیرا گھر مسجد اور تیرا مونس حق سبحانہٗ تعالیٰ۔ اور حضرت خواجہ کے کلماتِ قدسیہ میں سے یہ آٹھ کلمے ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ کی بنا انھیں پر ہے۔ وہ ہیں ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یادکرد۔ بازگشت۔ نگہداشت۔ یادداشت۔ اور ان کے سوا سب نصیحت ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ تین کلمے اور ہیں اصطلاحوں میں سے اس طریقۂ علیہ کے۔ ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور ایک وقوف قلبی۔ یہ سب گیارہ کلمے ہیں۔ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہوش دردم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے نفس کی طرف چاہیے کہ غفلت سے نہ ہو۔ حضور کے ساتھ ہو۔ جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل نہ ہو۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں نفس کی رعایت اور نگہبانی بہت ضروری ہے

Marfat.com

یعنی می باید که جمیع انفاس بر نسبت حضور و آگاهی مصروف شود۔ و اگر
کسی با غفلت نفس بر می کند می گویند که فلان کس گم کرده است۔ یعنی اوقات و روش
گم کرده است۔ و حضرت خواجه بهاء الدین قدس سره فرموده اند که بنا رکار
درین راه بر نفس باید کرد و نفس را نگذارد که ضایع گردد و در خروج و دخول
و حفظ ما بین النفسین می نماید که به غفلت فرو نرود و بیرون نیاید۔ شعر

ای دلا نه بحر علم بی ساحلیست — در بحر فراغ است در ساحل نشین
در هوش در دم نظر بر قدم کن — آگاه بجز باش مابین النفسین

حضرت خواجه مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس سره السامی در
رسالهٔ شرح رباعیات آورده اند که شیخ ابو الجناب نجم الدین کبری قدس الله
روحه در رسالهٔ فواتح الجمال می فرمایند که ذکری که جاری است بر نفوس
حیوانات انفاس ضروریه ایشان است زیرا که به آمدن و فرو رفتن نفس
حرف ها که اشارت بغیب هویت حق سبحانه و تعالی است گفته می شود
اگر خواهند و اگر نه خواهند و آن حرف ها است که در اسم مبارک الله است
و الف و لام از برای تعریف است و تشدید لام از برای مبالغه در آن
تعریف۔ پس می باید که طالب هر نفس در نسبت آگاهی حق سبحانه و تعالی
بر این وجه باشد که در وقت تلفظ به این حروف شریفه ذات حق سبحانه
و تعالی ملحوظ وی باشد۔ و در خروج و دخول نفس واقف بود که

Marfat.com

یعنی یہ ہمیشہ ہر سانس ساتھ حضوری اور آگاہی کے موجود نہ تھی۔ اور جو کوئی رعایت سانس کی نہیں کرتا تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص کھو گیا۔ یعنی فریق اور بکش بھول گیا۔ اور حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اس راہ میں کام کی بنا سانس پر کرنی چاہیے کہ سانس ضایع نہ ہو جائے۔ باہر آنے اندر جانے میں اور درمیان دونوں سانسوں میں نگاہبانی چاہیے کہ غفلت سے نہ گزرے

کیوں علم کے ساحل پہ پڑا روتا ہے — دولت ہے سمندر میں اک نا یہ کیا ہے

گوہر کا جو موجوں سے بچا کر نکلے — دو سانسوں کے درمیان دیکھ دریا ہے

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ السامی رباعیات کی شرح کے آخر میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الجناب نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ نے رسالہ فواتح الجمال میں فرمایا ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات کے نفسوں پر یہ اُن کے انفاس ضروریہ ہیں۔ اسی واسطے کہ سانس کے آنے جانے میں جو حرف ہاء سے ساتھ غیب ہویت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ ہیں یا نہ چاہیں۔ وہ ہی حرف ہیں جو اللہ کے اسم مبارک میں ہیں۔ اور الف لام تعریف کا ہے۔ اور لام کی تشدید اُس تعریف کے مبالغے کے واسطے ہے تو چاہیے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہٗ تعالیٰ کی آگاہی کی نسبت میں ایسی وجہ پر ہو کہ جب یہ حرف نکلتے ہیں آئیں حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ہویت ذات اُس کی ملحوظ ہو۔ اور سانس کے اندر جانے اور باہر آنے میں واقف ہو۔

Marfat.com

در نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نہ شود تا کہ برسد بہ آنجا بے تکلف نگاہ داشت او بایں نسبت ہمیشہ حاضر دل او بودہ و بہ تکلف تواند کہ این نسبت را از دل دور کند۔ رباعی۔

باغیب ہویت آمدے حرف شناس | الفاس ترا بود بران حرف اساس
باش آگہ ازان حرف درامید وہراس | حرفے گفتم شگرف اگر داری پاس

پوشیدہ نماند غیبت ہویت کہ حضرت عبدالرحمٰن جامی عارف ربانی دریں رباعی گفتہ اند بہ اصطلاح اہلِ تحقیق عبارت است از ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ بہ اعتبار لاتعین یعنی بشرط اطلاق حقیقی کہ مقید نیست بہ اطلاق نیز ممکن نیست کہ درین مرتبہ ہیچ علمے و ادراکے ہرگز بوے متعلق گردد۔ و ازین حیثیت مجہول مطلق است۔

نظر بر قدم آن ست کہ سالک را در رفتن و آمدن در شہر و صحرا و ہر جا نظر بر پشت پائے او باشد تا نظر او پراگندہ نہ شود و بجائے کہ نمی باید نیفتد۔ و می شاید کہ نظر بر قدم اشارت بہ سرعت سیر سالک بود در قطع مسافات ہستی و طے عقبات خود پرستی۔ یعنی ہر جا کہ نظرش منتہی شود فی الحال قدم بران نہند۔ و آنکہ ابو محمد رویم قدس سرہٗ گفتہ است کہ اَدَبُ الْمُسَافِرِ لَا یُجَاوِزُ ہِمَّتَہٗ قَدَمَہٗ اشارت بہ این معنی است و حضرت عارف سبحانی عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی در کتاب

نسبتِ حضور مع اللہ میں کچھ فتور نہ پڑے۔ یہاں تک کہ وہاں پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگہداشت ہمیشہ اُس کے دل میں حاضر ہے ایسے کہ تکلف سے بھی اس نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے۔ ترجمہ رباعی۔

کہتے ہیں ہویت ہے پس پردۂ غیب — چلتی ہیں اسی آس پہ سانسیں بے عیب

امید دہر اس میں بھی اسے یاد رکھو — جو بات میں کہتا ہوں وہ حق ہے لاریب

پوشیدہ نہ رہے کہ غیبتِ ہویت جو حضرت عبدالرحمٰن جامی عارفِ ربانی نے اس رباعی میں فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح میں عبارت ہے ذاتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ سے۔ باعتبارِ لاتعین کے۔ یعنی بشرطِ اطلاقِ حقیقی کے کہ مقید نہیں اطلاق سے بھی۔ ممکن نہیں ہے کہ اس مرتبہ میں کوئی علم اور کوئی ادراک ہرگز اُس سے متعلق ہو اور اس حیثیت سے مجہولِ مطلق ہے۔

نظر بر قدم یہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے میں شہر اور جنگل میں سب جگہ پشتِ پا پر رہے۔ اس لیے کہ اس کی نظر پریشان نہ ہو۔ جہاں نہ چاہیے وہاں نہ جا پڑے۔ اور یوں بھی ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو سرعتِ سیرِ سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے میں اور خود پرستی کی گھاٹیاں طے کرنے میں یعنی جس جگہ اس کی نظر منتہی ہو فوراً اُس پر قدم رکھے۔ اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ:۔ (مسافر کا ادب یہ ہے کہ اُس کی ہمت اُس کے قدم سے تجاوز نہ کرے) اشارہ اسی طرف ہے۔ اور حضرت عارفِ سبحانی عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے ایسا ہی کتاب

Marfat.com

تحفة الاحرار در منقبت حضرت خواجه بهاء الدین قدس سره این مضمون را چنین به نظم آورده اند. ابیات:

گه زده سکه به نام هوش دم   در گذشته نقوش از قدم
بسکه زخود کرده به خلوت سفر   بازنمانده قدمش از نظر

سفر در وطن آنست که سالک در طبیعت بشری سفر کند یعنی از صفات بشری به صفات ملکی و از صفات ملکی به صفات رحمانی که تخلقوا باخلاق الله انتقال فرماید و حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده اند که شخصی طبیعت بهر جاے که انتقال کند بیا همت را گر نه شود تا انتقال نه کند از صفات خبیثه ــ بدانکه احوال مشایخ طریقت قدس سره در اختیار سفر و اقامت مختلف است. بعضی از ایشان در بدایت سفر کنند و در نهایت مقیم شوند. و بعضی در بدایت مقیم شوند و در نهایت سفر کنند و بعضی در بدایت و نهایت مقیم شوند و سفر نه کنند. و بعضی در بدایت و نهایت سفر کنند و مقیم نه شوند. و هر طائفه را از اینها چهار فرقه در سفر و اقامت نیتے صادق و غرضے صحیح است. چنانچه در ترجمه عوارف مشروح است. اما طریقه خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم در سفر و اقامت آنست که در بدایت حال چندانی سفر کنند که خود را به ملازمت عزیزے رسانند پس در خدمت وے مقیم شوند. و اگر هم در دیار خود کسی را

تحفۃ الاحرار میں حضرت بہاؤالدین قدس سرہ کی منقبت میں یہ مضمون اس طرح نظم میں لائے ہیں:۔

غفلت میں کوئی سانس نہ لینا ہشیار   آنکھوں کو قدم سے مت ہٹانا زنہار
خود اپنی ہی ہستی میں سفر کرنا تو   چھوٹے نہ نگاہ سے قدم کا رہوار

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے سفر کرے۔ یعنی صفات بشری سے صفات ملکی کی طرف۔ اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کی طرف بموجب (اللہ کی عادتیں اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جس جگہ جائے اُس کی خباثت موقوف نہیں ہوتی۔ جب تک اُن صفات خبیثہ کو ترک نہ کرے۔ جاننا چاہیے کہ مشائخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے اختیار کرنے میں مختلف ہے۔ بعضے ان میں سے ابتدا میں سفر کرتے ہیں۔ اور انتہا میں اقامت اختیار کرتے ہیں! اور بعضے ابتدا میں مقیم ہوتے ہیں اور انتہا میں سفر کرتے ہیں۔ اور بعضے اول و آخر میں مقیم ہی رہتے ہیں سفر نہیں کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر ہی کرتے ہیں اقامت نہیں کرتے۔ اور ان چار فرقوں میں ہر فرقہ کے سفر اور اقامت میں نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ عوارف کے ترجمہ میں مشروح ہے۔ لیکن طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا سفر اور اقامت میں یہ ہے کہ ابتدائے حال میں اتنا سفر کرتے ہیں کہ کسی عزیز کی ملازمت میں پہنچ جائیں۔ اور پھر اُس کی خدمت میں اقامت کریں اور جو اپنے ہی ملک میں یا شہر میں کسی ایسے کو

Marfat.com

ازین طائفہ پابند ترک سفر کردہ بملازمت وے شتابند وسعی جمیل در تحصیل ملکہ آگاہی بہ تقدیم رسانند۔ بعد از حصولِ صفت ملکہ سفر واقامت علی السویہ ہست۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند۔ کہ مبتدی را در سفر جز پریشانی ہیچ حاصل نیست۔ چو طالبے بہ صحبت عزیزے رسد وے را می باید کہ اقامت کردہ قیام خدمتِ وے نمودہ وصف تمکین حاصل کند۔ و ملکہ بہ سبب خواجگان قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم بدست می باید آورد۔ بعد ازان بہر جا کہ بود ہیچ مانع نیست۔ رباعی

یارب چہ خوش است بے دہان خندیدن　　بے واسطہ چشم جہان را دیدن

بنشین وسفر کن کہ نہایت خوبست　　بے منت پا گرد جہاں گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ در اشعۃ اللمعات در شرح این بیت کہ ؎

آئینہ صورت از سفر دور است　　کاں پذیرائی صورت از نور است

چنان فرمودہ اند کہ جانب صورت سفر نکند و جنبش ننماید زیرا کہ پذیرائی صورت او حیثیت صفا و نوریت وجہ خود شدہ است۔ ہر چہ در مقابلہ وے می افتد در وے می نماید۔ و صورت آن در وے منطبع می گردد بے حرکت وے بہ سوئے صورت۔ ہم چنین چون آئینہ معنوی دل از حشویات صور کونیہ خلاص یافت و نور و صفا وے را گرفت

Marfat.com

پاتے ہیں تو سفر ترک کر کے اُس کی ملازمت میں رہتے ہیں۔ اور خوب کوشش کرتے ہیں ملکۂ آگاہی کے حاصل کرنے میں بعد حاصل ہونے صفت کے ملکہ سفر اور اقامت دونوں برابر ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر میں سوائے پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ جب کوئی طالب کسی عزیز کی صحبت میں پہنچے اُسے چاہیئے کہ اقامت کر کے اُس کی خدمت میں رہے اور وصف تمکین حاصل کرے۔ اور ملکۂ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل کرے۔ اس کے بعد جہاں ہو کچھ مانع نہیں۔ ترجمہ رباعی۔

بے ہونٹ ہلائے ہوئے ہنسنا کیا خوب ۔ بے آنکھ کھلے نگاہ کھلنا کیا خوب

بیٹھ اور سفر کر کہ یہی بہتر ہے ۔ بے پاؤں کے آفاق میں چلنا کیا خوب

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے اشعۃ اللمعات میں اس بیت کی شرح میں کہ سہ ترجمہ:

صورت آئینہ سفر سے دور ہے ۔ کیونکہ یہ صورت قبول نور ہے

یوں فرمایا ہے کہ آئینہ صورت کی طرف سفر نہیں کرتا ہے۔ اس واسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نورانیت اپنی وجہ سے ہوتا ہے جو کچھ اُس کے مقابل میں آئے۔ اور صورت دکھائے اس کی صورت اس میں منطبع ہو جاتی ہے۔ اور وہ آئینہ کچھ حرکت صورت کی طرف نہیں کرتا۔ اسی طرح دل کا آئینہ معنوی صور کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہے۔ اور نور و صفا اُس کو حاصل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ظلمات وخواہشہائے طبعی زائل شد در قبول تجلیاتِ ذات وصفاتِ الٰہیہ حاجت سیر وسلوک نہ دارد زیرا کہ سیر وسلوک ذے عبارت از تصفیہ و تصقالِ وجہ قلب است چوں آن صفا وصقالت رسید از سفر سیر وسلوک مستغنی شد۔

خلوت در انجمن۔ از حضرت خواجہ بہار الدین قدس اللہ سرہٗ پرسیدند کہ بنارِ طریقۂ شما برچیست، فرمودہ خلوت در انجمن۔ بظاہر با خلق و بباطن با حق سبحانہٗ تعالیٰ کہ مضمونِ حدیث اَلصُّوْفِیُّ ھُوَ الْکَائِنُ وَالْبَائِنُ۔ شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

آنچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ فرمودہ است کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اشارت بہ این مقام است۔ فرمودہ اند کہ نسبتِ باطنی دریں طریقہ چنان افتادہ است کہ جمعیتِ دل در بلا و در صورت تفرقہ بیشتر ازان بود کہ در خلوت۔ و فرمودہ اند کہ طریقۂ ما صحبت است کہ در خلوت شہرت و در شہرت آفت است۔ و خیریت و جمعیت در صحبت بشرطیکہ نفی بود در یک دیگر۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ خلوت در انجمن آن است کہ اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبۂ رسد کہ اگر بہ بازار در آید، ہیچ سخن و آواز بازاریان نہ شنود از استیلاء ذکر

اور طبعی خواہشوں کے ظلمات زائل ہو جاتے ہیں تو وہ تجلیات ذاتیہ وصفاتیہ الٰہیہ کا قبول کرنے والا ہو جاتا ہے کچھ حاجت سیر وسلوک کی نہیں رکھتا اس واسطے کہ اُس کا سیر وسلوک تصفیہ وتصقیلِ قلب کی وجہ کا ہے جب وہ صاف وصیقل ہو گیا تو سفر سیر و سلوک سے مستغنی اور بے پروا ہو گیا۔

خلوت در انجمن حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ سے پوچھا کہ آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے؟ فرمایا خلوت در انجمن پر۔ بظاہر با خلق اور بہ باطن با حق سبحانہٗ وتعالیٰ۔ کہ صوفیہ کا ایک قول ہے۔ اَلصُّوْفِیُّ اَلْکَائِنُ الْبَائِنُ۔ (صوفی ظاہر و باطن میں یکساں موجود ہوتا ہے۔ ترجمہ شعر:

رفتار خوب ایسی ہوتی ہے کم جہاں میں ٭ باطن سے آشنا ہو بیگانہ ہو بظاہر

وہ جو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔) وہ اسی مقام کا اشارہ ہے۔ فرمایا ہے کہ باطنی نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے کہ ظاہر میں جمعیت دل کی اور تفرقہ کی صورت میں اس سے زیادہ جو خلوت میں ہو۔ اور فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ صحبت ہی کہ خلوت میں شہرت ہوتی ہے اور شہرت میں آفت ہی خیریت وجمعیت صحبت میں ہے بشرطیکہ باہم گر نفی ہو۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ اشتغال واستغراق ذکر میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر بازار میں آئے تو بازار والوں کی کوئی آواز نہ سنائی دے۔ ایسا غلبہ ذکر کا

عہ متن میں اس قول کو حدیث کہا گیا ہے۔

Marfat.com

بحقیقت دل۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ سبب اشتغال بذکر از روے جد و اہتمام در مدت پنج شش روز باین مرتبہ می رسد کہ ہمہ آواز باد حکایات مردم ذکر نماید و سخن کہ گوید ذکر شنود در جمع قاضی محمد قدس سرہٗ منقول است کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمودہ اند کہ در ابتداے سلوک ذکر بر من چنان مستولی بود کہ اگر بادے می وزید یا برگ درختے می جنبید و یا آواز گفتگوے مردمان بگوش می رسید ہمہ ذکر می پنداشتم۔ ہر کرا در بدایت حال چنان نشود نہایت وے بغایت کمالات ذات برسد۔

یادکرد۔ و آن عبارت از ذکر لسانی با قلب است۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ طریق تعلیم ذکر آنست کہ اول شیخ بدل گوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مرید دل خود را حاضر کند و بمقابلہ دل شیخ بدارد و چشم فراز کند دہان استوار دارد و زبان را بکام چسپاند و دندان را بہم نہد و نفس را بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند موافقت شیخ بدل گوید نہ بزبان۔ در حبس نفس صبر کند۔ در یک نفس سہ بار گوید چنانی کہ اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ در بعضے از کلمات قدسیہ نوشتہ اند کہ مقصود از ذکر آن است کہ

Marfat.com

دل کی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر میں مشتغل ہونا کوشش واہتمام سے پانچ چھ روز میں حاصل ہوجاتا ہے کہ سب آوازیں اور حکایتیں لوگوں کی ذکر معلوم ہوتی ہیں اور جو بات کرتا ہے ذکر سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہٗ کے جمع میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ابتدائے سلوک میں ذکر مجھ پر اس قدر غالب تھا کہ اگر ہوا بھی چلتی تھی یا کسی درخت کا پتہ کھڑکتا تھا یا کسی آدمی کی آواز میرے کان میں پہنچتی تھی سب مجھ کو ذکر معلوم ہوتا تھا۔ جس کا ابتدا میں حال ایسا نہ ہو وہ نہایت میں کمالات ذات کو نہیں پہنچتا ہے۔

یاد کرد کہتے ہیں ذکر زبانی دل کے ساتھ۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل میں کہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" مرید اپنا دل حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ میں رکھے اور آنکھیں بند کرلے اور منھ مضبوط بند کرے اور زبان کو تالو سے لگائے دانت کو دانت پر رکھ لے سانس کو اٹھائے اور خوب قوت و تعظیم سے ذکر کرے موافق شیخ کے۔ دل سے کہے زبان سے نہیں اور سانس کو روکے۔ ایک سانس میں تین دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کی حلاوت کا اثر دل میں پہنچے۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے بعض کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ ہو ہو ہو ہو ہو

Marfat.com

دل همیشہ آگاہ بحق سبحانہٗ تعالیٰ باشد بوصفِ محبت و تعظیم۔ اگر در صحبت ارباب جمعیت این آگاہی حاصل شود خلاصۂ ذکر حاصل شد و اگر در صحبت این آگاہی حاصل نہ شود طریق آن ست کہ ذکر گفتہ شود بہ طریقے کہ در فصل سابق گذشتہ۔

و بازگشت عبارت ست از ملاحظۂ ذکر۔ یعنی ہر بارے کہ بزبان و دل کلمۂ طیب را گوید باید کہ در عقبِ آن بہمان زیادہ گوید۔ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو۔ زیرا کہ این کلمۂ بازگشت نفی کنندۂ ہر خاطرے را کہ بیاید از نیک و بد تا ذکر او خالص ماند و سر او ازماسوی فارغ گردد۔ اگر مبتدی در بدایتِ ذکر بکلمہ بازگشت از خود صدقے در نیابد باید کہ ترکِ آن نہ کند۔ زیرا کہ بتدریج آثارِ صدق بظہور می یابد۔

نگاہداشت۔ و آن عبارت از مراقبۂ خواطر ست چنانکہ در یک دم چند بار کلمۂ طیب بگوید تا خاطر تغیر نہ رود۔ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہٗ در معنیٔ این کلمہ فرمودہ اند۔ باید کہ یک ساعت و دو ساعت و زیادہ از دو ساعت آن مقدار کہ میسر شود خاطر خود را نگاہدارد کہ غیرے بخاطر وے نگذرد۔ از خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کہ از کبار اصحاب و مخصوصان حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ بودند منقول ست

Marfat.com

دل ہمیشہ حق سبحانہٗ تعالےٰ سے آگاہ رہے۔ محبت اور تعظیم کے ساتھ اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت میں حاصل ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا۔ اور جو صحبت میں یہ آگاہی حاصل نہ ہو تو یہ طریقہ ہے کہ ذکر کیا جائے۔ اس طرح، جس طرح پہلی فصل میں گذرا ہے۔

اور بازگشت کہتے ہیں ذکر کے ملاحظہ کو۔ یعنی ہر دفعہ جب زبان دل سے کلمہ طیب کہے تو اُس کے پیچھے اُسی زبان سے کہے کہ الٰہی میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا۔ اس واسطے کہ یہ کلمہ بازگشت نفی کرنے والا ہے ہر نیک و بد خطرے کا جو آئے تاکہ اس کا ذکر خالص ہو جائے اور اس کا سر ماسوا سے فارغ ہو۔ اگر مبتدی شروع میں بازگشت کے کلمہ کا صدق اپنے میں نہ پائے تو چاہیے کہ ترک نہ کرے۔ اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور ہو جائے گا۔

نگاہداشت کہتے ہیں خطرۂ دل کے مراقبہ سے ایک دم میں کئی مرتبہ کلمہ طیبہ کہے کہ غیر کا خطرہ نہ آئے۔ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہٗ نے اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنی فرمائے ہیں۔ چاہیے کہ ایک ساعت یا دو ساعت اور دو ساعت سے زیادہ جس قدر ہو سکے اپنی خاطر کو نگاہ رکھے کہ غیر کا خطرہ اُس میں نہ آئے۔ حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ جو بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کے ہیں، اُن سے منقول ہے کہ

Marfat.com

که فرموده اند که ملکهٔ در نگاهداشت به آن وجه رسیده است که از وقتِ طلوع فجر تا چاشتِ بلند دل را از خطورِ اغیار نگاه می تواں داشت بر وجہے که درین مقدارِ زمان قوتِ متخیله از عمل خود معزول گردد پوشیده نماند که عزلِ قوتِ متخیله بتمامها از عمل اگرچه نیم ساعت باشد نزد اہلِ تحقیق امرے بغایت عظیم است و آن از نوادر است۔ و بعضے کمّلِ اولیا را احیاناً این معنی دست می دہد۔ چنانکه حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ در فتوحات مکی آنجا که بیان سجدِ قلب کرده اند در اسولہ و اجوبه به خواجه محمد علی حکیم ترمذی قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ تحقیق این کرده اند۔

یادداشت که مقصود ازین ہمہ آنست عبارت از دوام آگاہی است بحق سبحانہٗ تعالےٰ بر سبیلِ ذوق۔ و بعضے به این عبارت گفته اند که حضور بے غیبت است۔ و نزدِ اہلِ تحقیق مشاہده که استیلاءِ شہود حق است بر دل بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یادداشت است۔ و حضرت خواجه احرار در شرح این چہار کلمه که مذکور شد این عبارت فرموده اند که یاد کرد عبارت از تکلف است در ذکر۔ و باز گشت عبارت از رغبت بحق سبحانہٗ و تعالیٰ بران وجه که ہر بار که کلمهٔ طیبه را گوید از عقبِ آن بدل اندیشد که خداوندا مقصودِ من توئی۔ نگاہداشت عبارت از محافظتِ این رجوع است۔ و یادداشت

Marfat.com

فرمایا ہے کہ ملکہ نگاہداشت میں اس وجہ سے پہنچا ہے کہ طلوع فجر سے جبتک چاشت کا وقت بلند ہو دل کو اغیار کے خطور سے نگاہ رکھ سکتا ہے اسی وجہ پر کہ اس قدر وقت میں قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہو جاتی ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول ہو جانا، اگرچہ آدھی ساعت ہو، اہل تحقیق کے نزدیک ایک بڑا امر عظیم ہے۔ اور یہ نادر ہے اور بعضے بڑے اہل کمال کو یہ بات کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس اللہ سرہٗ نے فتوحات مکی میں جس جگہ سجود قلبی کا بیان کیا ہے سوال و جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس اللہ سرہٗ کے اس امر کی تحقیق کی ہے۔

یادداشت۔ اس سے مقصود دوام آگاہی ہے حق سبحانہ تعالیٰ سے بر سبیل ذوق کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد بے غیبت ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے کہ استیلاء شہود حق ہے دل پر حب ذاتی کے واسطہ سے۔ یہ کنایہ حضور یادداشت سے ہے۔ اور حضرت خواجہ احرار نے ان چاروں کلموں کی شرح جو مذکور ہوئے یوں فرمائی ہے کہ یاد کرد ذکر میں تکلف ہے اور بازگشت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے رغبت اس طرح سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اس کے پیچھے کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہی ہے اور نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔ اور یادداشت تو شہود ہے

Marfat.com

عبارت از رسوخ است در نگاہداشت

وقوفِ زمانی۔ حضرت بہاء الدین قدس سرہٗ فرمودہ اند وقوفِ زمانی کہ کارگذارندہٗ راہ است آن است کہ بندہ واقفِ احوالِ خود باشد در ہر زمانے کہ صفت و حالِ او چیست موجبِ شکر است یا موجبِ عذر است۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ فرمودہ اند در حالِ بسط شکر فرمودہ اند کہ رعایت این دو حال وقوفِ زمانی است۔ و ہم حضرت خواجۂ بزرگ فرمودہ اند کہ بِلے کارِ سالک را در وقوفِ زمانی بر ساعت نہادہ اند تا دریابندہ نفس شود کہ بحضور می گذرد یا بغفلت کہ اگر بر نفس بنا نہ کنند دریابندہ این دو صفت نہ شود۔ وقوفِ زمانی عبارت از محاسبہ است۔ حضرت خواجہ بزرگ فرمودہ اند کہ محاسبہ آن است کہ ہر ساعتے کہ آنچہ بر ما گذشتہ است محاسبہ می کنم کہ غفلت چیست و حضور چیست۔ می بینم کہ ہمہ نقصان است پس بازگشت می کنم و عمل از سر می گیرم۔

وقوفِ عددی۔ و آن عبارت از رعایتِ عدد است در ذکر۔ حضرت خواجۂ بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ فرمودہ اند کہ رعایتِ عدد در ذکرِ قلبی برائے دفع خواطرِ متفرقہ است

Marfat.com

رسوخ سے مراد ہے نگاہداشت میں۔

وقوفِ زمانی۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ وقوفِ زمانی جو سالک کا کام بنانے والا ہے، یہ ہے کہ بندہ اپنے حال سے واقف رہے ہر وقت۔ کہ اس کا کیا حال اور کیا صفت ہے۔ شکر کے لائق ہے یا عذر کے لائق۔ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بھی فرمایا ہے اور بسط کے حال میں شکر کیا ہے کہ رعایت ان دونوں احوال کی وقوفِ زمانی ہے۔ اور یہ بھی حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بناءِ کار وقوفِ زمانی میں اس ساعت پر مقرر ہے کہ معلوم کرے نفس کو کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں۔ اگر سانس پر بناء نہ کریں تو ان دونوں صفتوں کو معلوم کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور وقوفِ زمانی محاسبہ سے مراد ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہم پر گذری ہے ہم محاسبہ کرتے ہیں کہ غفلت کیا ہے اور حضور کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سب نقصان ہے ہم بازگشت کرتے ہیں۔ اور نئے سرے سے عمل کرتے ہیں۔

وقوفِ عددی رعایت عدد کی ہے ذکر میں۔ حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے کہ عدد کی رعایت ذکر قلبی میں متفرق خطرات کے دفع کرنے کے لیئے ہے

Marfat.com

و آنچه در کلام خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم واقع است که فلانے مر فلانے را به وقوف عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی بے رعایت عدد، بلکه مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی ـ و ذاکر را باید که در یک نفس سه کرت یا پنج کرت یا هفت کرت یا بیست و یک کرت ذکر گوید و عدد طاق را لازم شمرد حضرت خواجه علاء الدین عطار قدس الله روحه فرموده اند بسیار گفتن شرط نیست باید که هر قدر که گوید از سر وقوف و حضور باشد تا فائده این مرتب گردد ـ و چون در ذکر قلبی عدد از بست و یک بگذرد و اثر ظاهر نه شود دلیل باشد به بے حاصلی آن عمل ـ و اثر ذکر آن بود که در زمان نفی وجود بشریت منفی شود و در زمان اثبات اثرے از آثار تصرف جذبات الوهیت مطالعه افتد ـ و آنکه حضرت بزرگ فرموده اند که وقوف عددی اول مرتبهٔ علم لدنی است ـ می تواند بود که نسبت با اهل بدایت اول مرتبه لدنی مطالعه این آثار تصرفات جذبات الوهیت بود که حضرت خواجه علاء الدین فرموده اند چه آن کیفیتے و حالتے است که موصول است بمرتبهٔ قرب و علم لدنی دران مرتبه مکشوف می شود ـ و نسبت با اهل نهایت وقوف عددی که اول مرتبه علم لدنی است آن باشد که ذاکر واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب اعداد کونی همچنانکه واقف است بر سریان واحد عددی

Marfat.com

اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے کلام میں واقع ہے کہ فلاں نے فلاں کو وقوف عدد فرمایا اس سے مقصود ذکر قلبی ہے عدد کی رعایت کے ساتھ ۔ نہ فقط عدد کی رعایت ذکر قلبی میں ۔ اور ذاکر کو چاہیئے ایک سانس میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اکیس مرتبہ ذکر کرے اور طاق عدد کو لازم کرے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ روحہ نے فرمایا ہے کہ بہت کہنے کی شرط نہیں ۔ چاہیئے کہ جس قدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ کہے کہ فائدہ ہو ۔ اور جب ذکر قلبی میں عدد اکیس ۲۱ سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے اس ذکر کی ۔ اور ذکر کا اثر اسے کہتے ہیں کہ نفی کے وقت بشریت کے وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دھیان میں آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اہل بدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ ہو جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے اس لیئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قرب کے مرتبہ سے وصل ہے اور علم لدنی اس مرتبہ میں مکشوف ہوتا ہے ۔ اور اہل نہایت کی نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی کا ہے یہ ہو کہ ذاکر واقف ہو واحد حقیقی کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب میں جیسے واقف ہے واحد عددی کے

Marfat.com

در مراتبِ اعدادِ حسابی۔ شعر

اعداد کون و صورتِ کثرت نمائشی است
فَالْکُلُّ وَاحِدٌ یَتَجَلّٰی بِکُلِّ شَان

یکے از اکابر محققان این مضمون را چنین گفتہ است ؎

کثرت چو نیک درنگری عینِ وحدت است
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے ست

در ہر عدد کہ بنگری از روے اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکے ست

و در شرح عبارات فرمودہ ؎

در مذہبِ اہلِ کشف و اربابِ خرد
ساری است احد در ہمہ افراد احد

زیرا کہ عدد گرچہ برون است ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

و تحقیق این وقوف است کہ اول مرتبہ علم لدنی است۔ واللہ اعلم بالصواب۔

و پوشیدہ نماند کہ علم لدنی علمے است کہ اہلِ قرب را بتعلیم الٰہی و تفہیم ربانی معلوم و مفہوم می شود نہ بدلائلِ عقلی و شواہدِ نقلی۔ چنانچہ کلامِ قدیم در حقِ حضرتِ خضر علیہ السلام فرمودہ وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ و فرق میانِ علمِ یقینی و علمِ لدنی آن است کہ علمِ یقینی عبارت از ادراکِ ذات و صفاتِ الٰہی است۔ و علمِ لدنی کنایت از ادراکِ معنی و فہمِ کلمات از حق سبحانہٗ و تعالیٰ بطریقِ الہام۔

و قوفِ قلبی۔ و آن بر دو معنی محمول است۔ یکے آنکہ دلِ ذاکر

Marfat.com

سریان کا، اعداد حسابی کے مراتب میں ۔ سے

اعداد خلق و صورت کثرت کی ہی نمایش ۔ بس ایک ہے جو کل میں جلوہ دکھا رہا ہے

اور بڑے محققوں میں سے ایک بزرگ نے اس مضمون کو یوں فرمایا ہے سے

جب غور سے یہ دیکھا کثرت ہے عین وحدت ۔ تب تو تمیز کرنا ہم کو تو شک نہیں ہے

گر اعتبار کر کے ہر اک عدد کو دیکھو ۔ صورت اگرچہ دیکھو اثنین تو کہیں ہے

اور شرح عبارات میں فرمایا ہے ۔ سے

کہتا ہے یہی اہل خرد کا مذہب ۔ ساری ہے ہر اک شے میں احد کا جلوہ

اعداد ہوں گو لاکھ فرد اور جفت ۔ ہے ذرہ ذرہ صورت میں صمد کا جلوہ

اور حقیقت میں یہ وقوف ہے جو علم لدنی کا اول مرتبہ ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

پوشیدہ نہ رہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ اہل قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے دو عقلی دلیلوں اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم جیسا قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے (اور سکھایا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم) اور علم یقینی اور علم لدنی میں یہ فرق ہے کہ علم یقینی ذات و صفات الٰہی کے ادراک کو کہتے ہیں۔ اور علم لدنی اسے کہتے ہیں جو بطریق الہام حق سبحانہ تعالیٰ کے کلمات کے معنی ادراک کرے ۔

وقوف قلبی دو معنی پہ بولا جاتا ہے ۔ ایک یہ کہ ذاکر کا دل

Marfat.com

واقف و آگاہ باشد بہ حق سبحانہٗ تعالےٰ و آن از مقولۂ یاد داشت حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ در بعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ اند کہ وقوف قلبی عبارت از آگاہی و حاضر بودن دل است بجناب حق سبحانہٗ تعالےٰ بر آن وجہ کہ دل را ہیچ پایستی جز از حق سبحانہٗ نباشد۔ معنی دوم آنست کہ ذاکر از دل واقف بود۔ یعنی در اثنائے ذکر متوجہ قطعۂ لحم صنوبری الشکل شود و او را بمجاز دل می گویند۔ و در جانب الیسر محاذی پستان چپ واقع است۔ و او را مشغول و گویا بذکر گرداند و نگذارد کہ از ذکر و مفہوم ذکر غافل و زائل گردد۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ در ذکر حبس نفس و رعایت عدد را لازم نمی شمر ند۔ اما وقوف قلبی را بہر دو معنی کہ گفتہ اند مہم می داشتند و لازم می شمر دند۔ زیرا کہ خلاصۂ آنچہ مقصود است از ذکر در وقوف قلب است۔ شعر۔

مانند مرغے باش ہاں بر بیضۂ دل پاسبان   کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق و قہقہہ

فصل ۴ ۔ در بیان توجہ و غیر آن ۔ طریقۂ توجہ این طائفۂ علیہ در پرورش نسبت باطنی ایشاں چنان است۔ ہر گاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت از و یافتہ باشند در خیال در آرند تا آن زمان کہ اثر حرارت و کیفیت معہودہ ایشان پیدا شود۔ بعد از آن آن خیال را نفی نہ کنند بلکہ آن را نگاہدارند و چشم و گوش و ہمہ قوی بہ آن خیال متوجہ بہ قلب شوند کہ عبارت است از حقیقت جامع انسانی کہ مجموعۂ کائنات از علوی و سفلی مفصل آن است ۔ اگرچہ آن از حلول در اجسام منزہ است ۔ اما چون نسبتے

Marfat.com

واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ تعالیٰ سے اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ نے لیعنے اپنے کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ وقوفِ قلبی کہتے ہیں دل کی آگاہی اور حاضر ہونے کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی وجہ پر کہ دل کو کوئی غرض سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نہ ہو۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنی ذکر کے درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کی طرف متوجہ ہو جسے مجازاً دل کہتے ہیں اور وہ بائیں طرف پستان کے نیچے واقع ہے۔ اور اُسے ذکر سے مشغول اور گویا کرے۔ اُسے چھوڑ نہ دے کہ وہ ذکر اور اس کے مفہوم سے غافل ہو جائے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ ذکر میں حبسِ نفس اور عدد کی رعایت لازم نہیں جانتے۔ مگر وقوفِ قلبی کو دونوں معنی سے جو ذکر ہوئے لازم و ضرور جانتے تھے اس واسطے کہ ذکر کا خلاصہ جو مقصود ہے وہ وقوف قلبی ہے۔

بیضۂ دل کا ہو چڑیوں کی طرح سے پاسباں تاکہ اس سے قہقہہ اور ذوق و مستی ہو عیاں

فصل ۴۔ توجہ وغیرہ کے بیان میں۔ اس طائفہ کی توجہ کا طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور یوں ہے کہ جب چاہیں دل سے مشغول ہوں تو پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت حاصل کی ہے خیال میں لائیں اُس وقت تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیتِ معہودہ ظاہر ہو۔ اس کے بعد اس خیال کی نفی نہیں کرتے بلکہ اُسے نگاہ رکھتے ہیں۔ اور آنکھ اور کان اور تمام قویٰ سے اُس خیال کے ساتھ قلب کی طرف متوجہ ہوں جو حقیقتِ جامع انسانی ہے جس کی تفصیل کائنات علوی اور سفلی ہے اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان میں حلول کرنے سے منزہ ہے لیکن چونکہ نسبت

Marfat.com

میان او و میان این قطعۂ صنوبری است۔ پس توجہ باین لحم صنوبری باید بود وچشم و فکر و خیال وہمہ قویٰ را بران باید گماشت۔ و ما شک نداریم کہ درین حالت کیفیت غیبت و بے خودی بہ رُخ نمودن آغاز کند۔ آن کیفیت را راسے فرض باید کرد و ہر خطرہ کہ در آید متوجہ بحقیقت قلبیہ خود نفی آن باید کرد۔ اگر نفی نہ شود التجا بصورت آن شخص باید کرد تا باز آن نسبت پیدا شود۔ آن زمان خود صورت نفی خواہد شد و اما باید کہ شخص متوجہ آن صورت را نفی نہ کند۔ و اگر چنانچہ باآن صورت وساوس نفی نہ شود چند نوبت بہ اسم یَا فَعَّالُ مُجِیب معنی در دل مشغول شود۔ اگر باین نیز دفع نہ شود در دل چند نوبت بہ تامل کلمۂ لا الٰہ الا اللہ بدین طریق کہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ تصور کند و آن وسوسہ مشوش از ہر نوع کہ باشد۔ چون موجودی است از موجودات ذہنی بحقیقت آن را بحق سبحانہٗ و تعالیٰ قائم ببیند۔ بلکہ عین حق داند۔ زیرا کہ باطل نیز بعض از ظہورات حق است کما قال الشیخ ابو زید قدس سرہٗ۔ اشعار

لَا تُنْکِرُ الْبَاطِلَ فِیْ طَوْرِہٖ ۔ فَاِنَّہٗ بَعْضُ ظُهُوْرَاتِہٖ
وَاَعْطِہٖ مِنْکَ بِمِقْدَارِہٖ ۔ حَتّٰی تُوَفِّیْ حَقَّ اِثْبَاتِہٖ

وَقَالَ الشَّیْخُ مُؤَیِّدُ الدِّیْن الْجُنْدِیْ فِیْ تَتِمَّتِهَا ۔

فَالْحَقُّ قَدْ یَظْهَرُ فِیْ صُوْرَتِہٖ ۔ یُنْکِرُ الْجَاهِلُ فِیْ ذَاتِہٖ

و شک نیست کہ باین تعمل ذوقے شود و نسبت عزیزان قوت گیرد و آن زمان آن فکر را نیز نفی کند و بحقیقت بے خودی متوجہ شود و از پے آن

اُس کے اور قطعۂ صنوبری کے درمیان میں ہے تو اس شکل لحم صنوبری کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اور آنکھ، فکر، خیال اور سب قوی کو اسکی طرف متوجہ کرے اور تھوڑا اس میں کچھ نمک بھی کیں اس حالت میں غیبت بیخودی کی کیفیت دکھائی دینی شروع ہو۔ اس کیفیت کو ایک امر فرض کرنا چاہیے اور جو خطرہ آئے اُس کو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے نفی کرنی چاہیے۔ اگر نفی نہ ہو سکا تو اس شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پھر وہ نسبت پیدا ہو جائے اس وقت خود وہ صورت نفی ہو جائے گی لیکن چاہیے کہ وہ شخص متوجہ اُس صورت کی نفی نہ کرے۔ اور جو اس صورت سے وسواس جائیں تو کئی بار "اسم" یا فرما کے معنی کے ساتھ دل میں مشغول ہو اور جو اس سے بھی وسواس دفع نہ ہو تو دل میں کئی بار تامل کے ساتھ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" اس طریق سے تصور کرے کہ "لا موجود الا اللہ" اور وہ وسوسہ جو پریشان کرنے والا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود ہے اور موجودات ذہنی سی حقیقت میں اُسے حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ قائم دیکھے بلکہ عین حق جانے۔ اس واسطے کہ باطل بھی بعضے ظہورات حق سے ہے۔ جیسا فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس سرہٗ نے ؎

دیکھ مت انکار کر باطل کے بھی اطوار کا
کیونکہ وہ بھی تو ظہور حق ہی بعض آثار کا

کر تو ثابت صورت باطل کو بھی اثبات سے
تا کہ پورا کر سکے حق اُس کی ہر مقدار کا

اور کہا ہے شیخ مؤید الدین جندیؒ نے اس کے تتمہ میں

حق جو ظاہر ہو کسی صورت میں حق ہی وہ ضرور
ذات میں کرتا ہی جاہل قصد کیوں انکار کا

اور شک نہیں کہ یہ عمل کرنے سے ایک ذوق حاصل ہوا اور نسبت عزیزاں کی قوت حاصل کرے اُس وقت اس فکر کی بھی نفی کرے اور بے خودی کی حقیقت کی طرف متوجہ ہو اور اُس کا

Marfat.com

برود۔ واگر با آنکہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ در دل بگوید واللہ را مدبہ دہن بدل فرو برد وآن مقدار مشغول شود کہ بسیار ملول نہ گردد۔ چون بیند کہ ملول خواہد شد ترک کند وبداند کہ مادام غیبت وبے خودی ونسبت عزیزان در ترقی باشد فکر در حقائق اشیاء توجہ بہ جزئیات عین کفر است۔ ع

باخودی کفر وبے خودی دین است

بلکہ فکر در اسماء وصفات حق سبحانہ تعالےٰ ہم نہ باید کرد۔ زیراکہ مطلب این طائفہ علیہ توجہ بہ نسبتی است کہ سرحد وادی حیرت است ومقام تجلی انوار ذات است۔ وذکر اسماء وصفات تنگ نسبت کہ ازین مرتبہ فروتر است۔ شعر

تو مباش اصلا کمال این است بس | رو در وگم شو وصال این است بس

باید کہ در بازار وگفتگوے واکل وشرب وہمہ حالات آن حقیقت جامع را نصب العین خود سازد۔ واو را حاضر داند وتصور بخود بہ از حضرت جامعہ خود غافل نہ شود۔ بلکہ ہمہ اشیاء را بوے قائم داند وسعی کند کہ آن را درہمہ موجودات مستحسنہ وغیر مستحسنہ مشاہدہ نماید تا بجائے رسد کہ خود را ہمہ بیند وہمہ اشیاء را آئینہ جمال با کمال خود داند ودر حالت سخن گفتن نیز باید کہ ازین مشاہدہ غافل نہ شود۔ بلکہ گوشہ چشم دل او بدان سو باشد۔ اگرچہ بظاہر بچیزہاے دیگر مشغول باشد۔ چنانچہ فرمودہ اند۔ شعر

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ باش | این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

پیچھا پکڑے۔ اور اگر لا الٰہ الا اللہ دل میں کہے اور اللہ کو مدد دے لاؤ دل میں اندر لیجائے تو اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہ ہو جائے اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا ترک کرے۔ اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودی اور عزیزوں کی نسبت ترقی میں ہو حقائق اشیار میں جزئیات کی طرف توجہ کرنا عین کفر ہے۔ ع

باخودی ہے کفر یکسر بے خودی ہی دین ہے

بلکہ فکر حق سبحانہٗ تعالےٰ کے اسمار و صفات میں بھی نہ کرنا چاہیئے اس واسطے کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اس نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادی حیرت کی سرحد ہے اور انوار ذات کی تجلی کا مقام ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اسمار صفات کا ذکر اس مرتبہ سے نیچے ہے۔ شعر

درمیاں میں تو نہ ہو تو ہے کمال　　　گم ہو اس کی ذات میں یہ ہے وصال

اور چاہیئے کہ بازار میں اور کھانے پینے میں اور ہر حال میں وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے اور اسے حاضر جانے اور جزوی صورتیں دیکھ کر اپنے حضرت جامعہ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ تمام اشیار کو اس کے ساتھ قائم جانے اور کوشش کرے کہ اس کو تمام اچھی اور بری موجودات میں مشاہدہ کرے۔ یہاں تک کہ ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ اپنے آپ کو بھی وہی جانے اور تمام اشیار کو اپنے جمال با کمال کا آئینہ جانے۔ بات کرنے میں بھی اس مشاہدہ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دل کی آنکھ کا گوشہ اسی طرف لگا رہے۔ اگرچہ ظاہر میں اور چیزوں سے مشغول ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ شعر

باطن سے آشنا ہو بیگانہ ہو بظاہر　　　رفتار خوب ایسی ہوتی ہی کم جہاں میں

Marfat.com

وہر چند کہ صحبت بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد۔ چون بمرتبہ رسد کہ تفرقہ میانِ دل وزبان نتواند کردن۔ وخلق اورا از حق حجاب نشود۔ وحق حجاب از خلق نہ گردد۔ آن زمان تواند کہ بصفتِ جذبہ در دیگران تصرف کند و از جانبِ ارشاد دعوتِ خلق بحق آن کسے را باشد کہ باین مرتبہ برسد و باید کہ خود را از غضب راندن نگاہدارد کہ راندنِ غضب ظرفِ باطن را از نور معنی تہی وخالی می سازد۔ واگر ناگاہ غضبے واقع شود یا قصورے دست دہد کہ دورتے قوی ظاہر گردد۔ سررشتۂ نسبت کم گردد یا ضعیف شود۔ غسلے کند۔ اگر قوتِ مزاج وفا کند بہ آب سرد صفا می دہد والا بہ آب گرم وجامۂ پاک بپوشد و در خالی جای دو رکعت نماز بگذارد وچند نوبت بقوۃ نفس برکشد وخود را خالی سازد وبعد ازان ہمان طریق کہ گذشت متوجہ شود و در ظاہر نیز پیشِ حضرتِ جامع خود تضرع وبحلی توجہ یا و نماید و بداند کہ این حقیقتِ جامعہ مظہر مجموع ذات وصفات حق است، نہ آنکہ حق سبحانہٗ در وے حلول کردہ بلکہ بمنزلۂ صورت است درمرآت۔ پس این تضرع بحقیقت نزد حق سبحانہٗ وتعالیٰ باشد وبعضے ازین طائفہ علیہ قدس اللہ اسرارہم بجاے توجہ شیخ ونگاہداشت صورتِ او نگاہ داشت ہیئت رقمے کلمۂ طیبہ یا اسمِ مبارک اللہ می فرمایند خواہ آن را درخارج از خویش بنظر حسن ملاحظہ فرمایند خواہ درحوالی دل وسینہ بہ تخیل

Marfat.com

اور جس قدر صحبت زیادہ ہوگی اُسی قدر یہ نسبت زیادہ ہوتی جائے گی۔ اور جب اِس مرتبہ کو پہنچے کہ دل اور زبان میں تفرقہ نہ کر سکے اور خلقت اس کو اللہ کا حجاب ہو اور حق اُس کو خلقت کا حجاب ہو اُس وقت ہو سکتا ہے کہ یہ صفت جذبہ دلوگوں میں تصرف کرے۔ اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانے کی اس شخص کو ہوتی ہے جو اس مرتبہ کو پہنچ جائے اور چاہیے کہ اپنے تئیں غصہ کرنے سے بچائے غصہ کرنے سے باطن کا ظرف نور معنی سے خالی ہو جاتا ہے۔ اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کوئی قصور ہو جائے یا کوئی بڑی کدورت ظاہر ہو اور سررشتہ نسبت کم ہو جائے یا ضعیف ہو جائے تو غسل کرے۔ اگر سرد پانی کے برداشت کی طاقت ہو تو سرد پانی سے صفا حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ گرم پانی سے نہائے اور پاک کپڑے پہنے اور خالی جگہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور کئی بار بہت زور سے سانس کھینچے اور اپنے تئیں خالی کرے اور پھر اُسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو۔ اور ظاہر میں بھی اپنے حضرت جامع سے عاجزی کرے اور گڑگڑائے اور بالکل اُس کی طرف متوجہ ہو اور جان لے کہ یہ حقیقت جامع مظہر ہے مجموع ذات و صفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے اس میں حلول کیا ہے بلکہ بمنزلہ صورت کے ہے جو آئینہ میں۔ پس یہ تضرع درحقیقت حق سبحانہ تعالےٰ سے ہے اور بعضے اہل طائفہ علیہ کے بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجائے توجہ شیخ یا اُس کی صورت کی نگاہداشت کے کلمہ طیبہ کی تحریری ہیئت یا اسم مبارک اللہ پر پوری توجہ سے نظر کرتے ہیں خواہ اس کو اپنے سے خارج میں نظر حس سے ملاحظہ کرتے ہیں خواہ دل کے گرد اور سینہ میں خیال سے

Marfat.com

امر کنند۔ و فقیر ده ساله بعد که حضرت خواجه باقی افاض الله علینا برکاته چون در دہلی تشریف آورده بودند فقیر را به کتابت اسم مبارک الله امر فرمودند بعد از مدتے به تخیل اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم بسیار غیبت و بیخودی روی میداد که اصلا گنجایش خطره دیگر نمی شد و خیلے لذت و اطمینان قلب یافته می شد و مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ مثلے مقرر است۔ پوشیده نماند که لفظ نسبت و لفظ بار دو کلمه است که در عبارت و اشارات خواجگان قدس الله تعالے ارواحهم بسیار واقع شده است گاہے نسبت گویند مراد ازاں طریقه و کیفیت مخصوصه معهوده این طائفه علیه دارند و گاہے صفت غالب و ملکه نفس کشی اراده کنند۔ و گاہے بار گویند ومراد گرانی بے نسبتی دارند۔ چنانکه فلان بارے آورد یا فلان مارا در بار ساخت۔ وقتے که با کسے ملاقات کنند که بطریقه ایشان مناسبتے نداشته باشد و از نسبت او متاثر شوند اگرچه آنکس از اہل سلوک یا اہل علم و تقوی باشد زیرا که نسبت این عزیزان فوق نسبتها است و ہرچه غیر آن است بار خاطر ایشان است و گاہے لفظ بار گویند و ازان مرضے و غرضے اراده کنند چنانکه گویند فلان بار فلان برداشت یا فلان بار بر فلان انداخت۔ مراد ایشان دفع مرض یا حواله مرض باشد۔ ومخفی نماند که رفع مرض و حواله مرض اکثر در طریقه خواجگان است قدس الله ارواحهم۔ و حضرت خواجه عبید الله احرار قدس سره فرموده اند که

Marfat.com

امر فرمائیں۔ اور یہ فقیر دس برس کا تھا کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ، جب دہلی میں تشریف لائے تو فقیر کو فرمایا اللہ اللہ لکھا کرو۔ ایک مدت کے بعد فرمایا کہ دل کے گرداگرد خیال سے لکھا کرو بہت غلبیت اور بیخودی ظاہر ہوئی کہ ہرگز کسی خطرہ کو گنجائش نہ تھی اور نہایت ہی اطمینانِ قلب حاصل ہوتا تھا۔ (جس نے نہیں چکھا وہ کیا جانے) ایک مثل مشہور اور معتبر ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ نسبت کا لفظ اور بار کا لفظ دو کلمے ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی عبارت و اشارات میں بہت واقع ہوئے ہیں۔ کبھی نسبت کہتے ہیں اور اس سے مراد طریقہ اور کیفیت مخصوصہ اور معہودہ اس طائفہ علیہ کی ہوتی ہے۔ اور کبھی اس سے مراد صفت غالبہ اور ملکہ نفس کی ہوتی ہے۔ اور کبھی بار کہتے ہیں اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ فلاں بارے آورد۔ یا فلاں مارا دربار ساخت جس وقت کسی ایسے سے ملاقات کرتے ہیں جو اُن کے طریقہ سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ اور اُس کی نسبت سے اُن پر اثر ہو۔ اگرچہ وہ شخص اہلِ سلوک یا اہلِ علم و تقویٰ ہی ہو۔ اس واسطے ان عزیزوں کی نسبت سب نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو ان کی نسبت کے سوا نسبت ہو وہ اُن کی بارِ خاطر آتی ہے۔ اور کبھی لفظِ بار کہتے ہیں اور اس سے کوئی مرض یا کوئی غرض ارادہ کرتے ہیں جیسے کہیں فلاں بارِ فلاں برداشت یا فلاں بارِ فلاں انداخت۔ تو اس سے ان کی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر خواجگان کے طریق میں ہے۔ قدس اللہ اسرارہم۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

آنچه از اکابر خانوادهٔ خواجگان قدس الله اسرارهم منقول است که در بارهٔ مردم
می آیند بیکی از دو صورت می تواند بود. یکی آنکه هر وقتی آشنائی و عزیزی را
مرضی و ملالتی یا ابتلایی "معصیتی عارض می شود ایشان طهارت می سازند و نماز
می گذارند و تضرع و زاری می کنند و از حضرت حق سبحانهٗ و تعالی در می خواهند که
او را از آن عارضه پاک و طاهر گرداند. و صورتی دیگر آن است که صاحب قصد
آن مرض و یا معصیت خود را می دانند و بجای او خود را اثبات می کنند و بعد
از طهارت و نماز تمام تضرع و زاری می کنند و بصدق و اخلاص توبه و انابت
می نمایند و خاطر مشغول می دارند و همت بر می گذارند که او را از آن ابتلا تمام
خلاصی و نجاتی میسر می شود. و فرموده اند در وقتی که یاری و عزیزی
بیمار است او را بهمت مددگاری کردن بسیار خوب است. مدد بر دو نوع
است یکی همت بتمامی مصروف باشد که مرض مرتفع شود. دیگر آنکه در وقت
مرض تفرقهٔ خاطر بسیاری باشد و به آسانی خاطر جمع می شود. و بهمت مدد می نمایند
که تفرقه مرتفع می شود. یا آنچه مقصود اصلی است نصب العین گردد. **طریقهٔ توجه**
خواجگان قدس الله اسرارهم آنچه توجه را تصرف می نامند برین وجه است که
بدل متوجه دل طالب شوند و از رهگذر آن ارتباط اتصال و اتحادی
میان دل ایشان و باطن آن طالب واقع می شود و بطریق انعکاس از
دل ایشان پرتو بر باطن وی می تابد و این صفتی است که ناشی از استعدا

Marfat.com

جو اکابر خانوادۂ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے کہ یاد میں لوگوں کے آتے ہیں ایک ان دو صورتوں میں سے ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز کو کوئی مرض یا ملامت یا کسی گناہ میں مبتلا ہونا عارض ہو جاتا ہے یہ طہارت کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور تضرع و زاری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کو اس عارضہ سے پاک کرے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ جہاں مرض آیا ہے اور اپنی معصیت کو جانتے ہیں اور اس کی جگہ خود کو اثبات کرتے ہیں اور بعد طہارت و نماز کے تضرع اور زاری کرتے ہیں اور اللہ سے رجوع ہوتے ہیں اور دل کو مشغول رکھتے ہیں ہمت کرتے ہیں کہ اس کو اس مرض یا معصیت سے خلاصی اور نجات ہو اور فرمایا ہے کہ جب کوئی یار و عزیز بیمار ہو تو ہمت کے ساتھ اس کی مدد کرنی بہت خوب ہے۔ مدد دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ پوری ہمت سے مصروف ہو کہ مرض دُور ہو جائے۔ دوسری طرح یہ ہے کہ بیماری کے وقت تفرقہ خاطر بہت ہو جاتا ہے اور آسانی سے خاطر جمع نہیں ہوتی ہے ہمت سے مدد کرتے ہیں کہ وہ تفرقہ خاطر جاتا رہے یا جو مقصود اصلی ہے وہ نصب العین ہو جائے۔ طریقہ توجہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم اس توجہ کو تصرف کہتے ہیں کہ دل سے طالب کے دل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور بسبب اس ارتباط کے اتصال اور اتحاد ان کے دل میں اور اس طالب کے باطن میں واقع ہوتا ہے اور بطور عکس کے ان کے دل سے طالب کے باطن پر پرتو پڑتا ہے اور یہ ایک ایسی صفت ہے کہ ان کی استعداد سے

Marfat.com

الیشان است کہ بطریقِ انعکاس در آئینۂ استعداد آن طالب ظاہر شدہ اگر این
ارتباط متصل شود انچہ بطریقِ انعکاس حاصل شدہ بود صفتِ دوام پذیرد و
تبیینِ شرائط تصرف و دقائقِ آن و تفصیل روش آن بہ گفتن مرشد تعلق دارد۔
منقول است از خواجہ محمد یحیٰی پسر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالیٰ
سرہما کہ ارباب تصرف بر انواع اند۔ بعضے ماذون ومختار کہ بہ اذنِ حق سبحانہٗ
وتعالیٰ و باختیارِ خود ہرگاہ کہ خواہند تصرف کنند و اورا بمقام فنا و بے خودی
رسانند و بعضے دیگر از ان قبیلہ اند کہ باوجود قوتِ تصرف جز بامرِ غیبی تصرف
نہ کنند و تا از پیشگاہ مامور نہ شوند بہ کسے توجہ نہ کنند و بعضے دیگر آن چنانند
کہ گاہ گاہ صفتے و حالتے بر الیشان غالب شود و در غلبۂ آن حال در باطن مریدان
تصرف کنند و از حالِ خود الیشان را متاثر سازند پس کسے کہ نہ مختار بود و نہ ماذون
و نہ مغلوب از وچشم تصرف نباید داشت ۔

ترجمہ صفحہ هذا ۔ ظاہر ہوتی ہے کہ بطریق عکس کے طالب کی
استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوتی ہے. اگر یہ ارتباط متصل ہو تو جو بطریق عکس کے
حاصل ہوا تھا صفتِ دوام ہو جاتا ہے۔ اور بیان شرائطِ تصرف کا اور اُس کے
دقائق اور اس کی روش کی تفصیل مرشد کے کہنے سے متعلق ہے اور منقول ہے
حضرت خواجہ محمد یحیٰی صاحبزادے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہما
سے کہ اہلِ تصرف بہت طرح کے ہیں۔ بعضے ماذون ومختار ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ

Marfat.com

کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ اور کچھ مقام فنا اور بے خودی میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور بعضے اس قسم کے ہیں کہ باوجود قوت تصرف کے سوائے امرِ غیبی کے تصرف نہیں کرتے جب تک ادھر سے امر نہ ہو کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور بعضے ایسے ہیں کہ ان پر کبھی کبھی ایک صفت اور ایک حالت غالب ہو جاتی ہے اُس حال کے غلبہ میں مریدوں کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور اپنے حال کا اُن میں اثر پیدا کرتے ہیں۔ تو جو نہ مختار ہو۔ نہ ماذون ہو۔ اور نہ مغلوب اُس سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیے۔

تصوف کی بعض اہم کتابیں

(۱) **دعواتِ فضلیہ** حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی نقشبندی مہاجر مدنی دامت برکاتہم نے یہ کتاب نہایت سلجھے ہوئے انداز میں لکھی ہے۔ سبع احزاب، ادعیۂ مخصوصہ، احادیثِ نبویہ، اسباقِ سلوک نقشبندیہ، شجرۂ مبارکہ اور معمولات و نصائح وغیرہ درج ہیں اور بہت دل پذیر ہیں۔ قیمت دو روپیہ۔ عہ/

(۲) **عمدۃ السلوک** (حصہ اول) حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب مدظلہ العالی نے سلوک اور تصوف کے متعلق نہایت فاضلانہ طریقہ پر بحث کی ہے اور ہر وہ چیز جو کسی نہ کسی طرح ان مسائل میں ضروری ہے بیان کر دی ہے۔ پوری کتاب مستند اور مدلل ہے اور اس قابل ہے کہ ہر دوسری کتاب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ قیمت دو روپیہ عہ/ اس کتاب کا دوسرا حصہ (دوسری بار) زیر طبع ہے اور جلد شائع ہونے والا ہے۔

Marfat.com

(۳) حیاتِ سعیدیہ ۔ حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب مدظلہ العالی نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بڑے پُر کیف انداز میں لکھے ہیں جو معرفت و حقیقت کے آئینہ دار ہیں ۔ قیمت دو روپیہ عا ر

(۴) گلدستۂ مناجات ۔ حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب مدظلہ العالی نے بعض اکابر اولیائے کرامؒ کی عربی، فارسی اور اُردو مناجات کا مجموعہ مرتب فرمایا ہے ۔ اس کا ہر شعر اہلِ دل کیلئے جان اور غذائے روح ہے ۔ قیمت ۴ ر

(۵) رسائلِ مشاہیرِ نقشبندیہ ۔ حضرت خواجۂ خواجگان بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ، حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنیؒ، حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ، حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ، خواجہ عبید اللہ (خواجۂ کلاں)، خواجہ عبید اللہ (خواجۂ خورد) اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے بیش بہا فارسی رسائل کا مجموعہ ہے ۔ اس کا ہر فقرہ اور ہر جملہ بے شمار نکات و کیفیات کا خزانہ ہے تصوف کے موافق اور مخالف سبھی کیلئے قابلِ مطالعہ ہے ۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے مرتب کیا ہے ۔ قیمت ۸ عہ ر

(۶) ہدایت الطالبین ۔ حضرت شاہ ابو سعید زکی القدر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۰ھ) کا یہ گراں قدر اور نادر رسالہ نقشبندیہ مجددیہ سلوک سے متعلق ہے اور نہایت جامع ہے ۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے اس کے فارسی متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی ترتیب دیا ہے جو نہایت رواں دواں ہے ۔ قیمت ۸ عہ ر

(۷) تحفۂ زواریہ ۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے نایاب فارسی مکتوبات کا مجموعہ ہے جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے مرتب کیا ہے ۔ مسائلِ شریعت و طریقت کا نچوڑ ہے ۔ اور ادب و تاریخ کے لحاظ سے بھی اہم ہے ۔ پہلی بار شایع ہوا ہے ۔ قیمت ۸ عہ ر

ملنے کا پتہ :-

عبد الرحمن خاں، ۳۲۸ پیر الٰہی بخش کالونی ۔ کراچی ۵

Marfat.com

Marfat.com